ماہنامہ

المعصوم

کراچی

شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

موہری شریف کھاریاں میں عظیم الشان ۵۳ ویں
سالانہ عرسِ مبارک احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے موقع پر خصوصی شمارہ

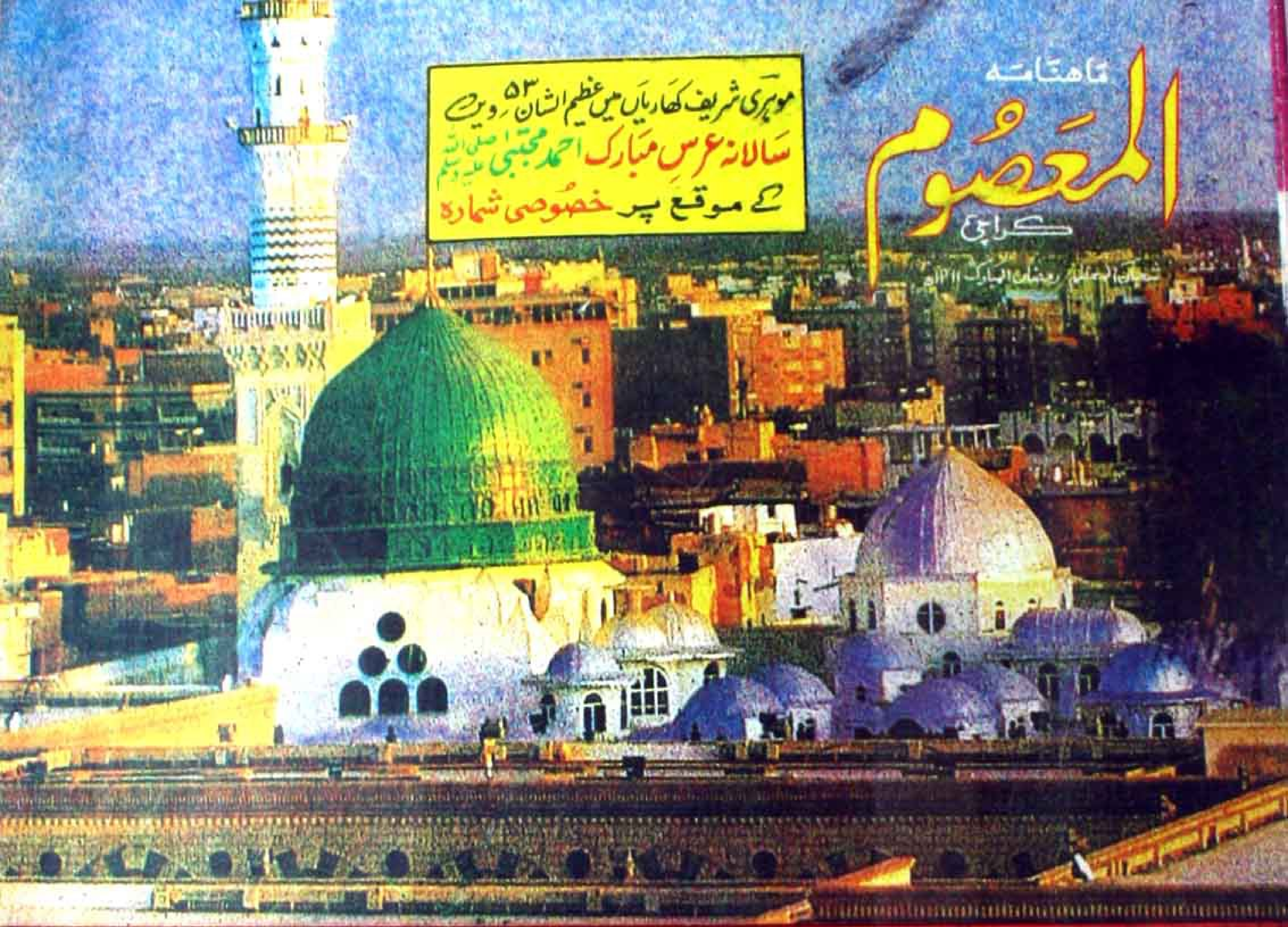

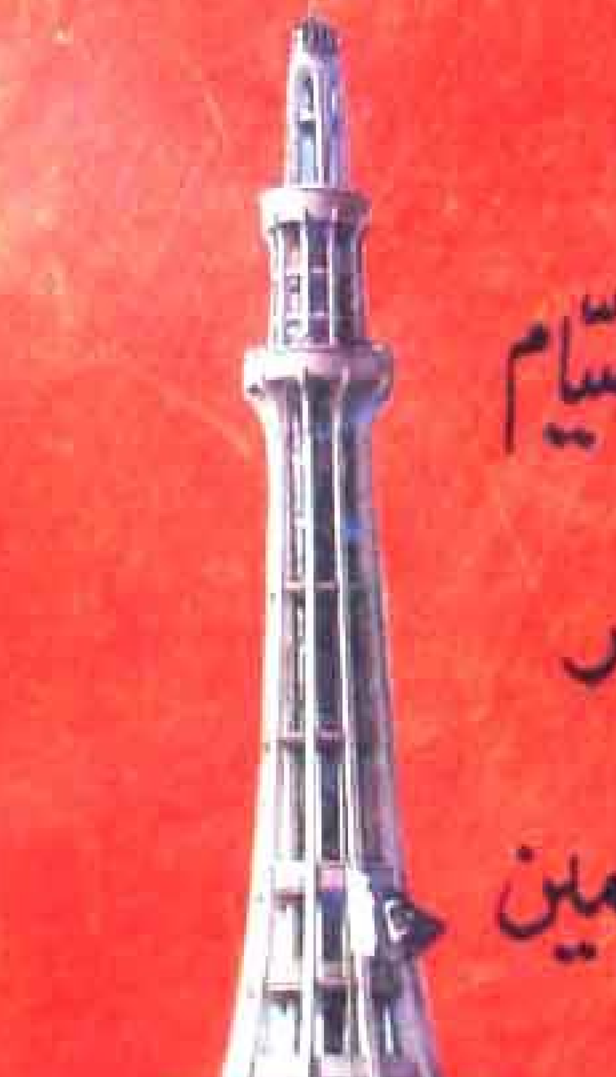

ماہِ صیام
پر
مضامین

قراردادِ پاکستان کی ۳ روزہ کارروائی

بیعت ہونا سنتِ صحابہؓ ہے۔

کام چھوٹا ہو یا بڑا
ہمارے لیے یکساں اہمیّت رکھتا ہے

وزٹنگ کارڈ سے ڈائریکٹری تک

ہر قسم کی چھپائی

بائینڈنگ (سادہ اور فینسی)

ہر سائز کے رسالے اور کتابیں ◉ مجلّد اور پیپر بیک
گم بائینڈنگ بھی نہایت تسلّی بخش

سب ایک جگہ ، ایک چھت کے نیچے

رابطہ کیلئے:

شفیع برادرز

• پرنٹرز • پبلشرز • بک بائینڈرز

۸۲ - ۸۱ ھاکی اسٹیڈیم ، کراچی فون ۵۳۶۳۹۸، ۵۱۹۶۶۳

marfat.com

صنعت کا فروغ
معیشت کی ترقی اور استحکام
کی ضمانت ہے

قومی صنعت کو ترقی دینا ہمارے اوّلین فرائض میں
شامل ہے

نیشنل بینک آف پاکستان

آپ کی خدمت
ہمارا افتخار

UNITED

PID-I-11/90

marfat.com

فیضانِ نظر خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام، تاجدار تصوف حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی

المعصوم

زیر سرپرستی:
حضرت الحاج صاحبزادہ
محمد حفیظ الرحمٰن معصومی
دربارِ عالیہ
موھری شریف

جلد نمبر ۱ | شمارہ نمبر ۱۰ | قیمت ۸ روپے | شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مارچ ۱۹۹۱ء

اس شمارے میں

حمد باری تعالیٰ	صہباء اکبر آبادی	۷
نعت رسول مقبولؐ	اقبال عظیم	۸
بارگاہِ نبویؐ	خواجہ الطاف حسین حالی	۹
مضامینِ قرآن	زاہد ملک	۱۰
قرآن حکیم اور ہماری زندگی	حکیم محمد سعید	۱۲
علم القرآن (ترجمہ و تفسیر)	سید قاسم محمود	۱۳
شبِ برات	سید خوشنود عالم	۱۵
ماہِ صیام کا استقبال	شاہ مصباح الدین شکیل	۱۸
ذکر الٰہی	-	۲۲
بیعت ہونا سنتِ صحابہؓ ہے	ناصر الدین	۲۴
حضرت شفیع اوکاڑوی کا عرس پاک		۲۷
حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی (انٹرویو)	معین احمد صدیقی	۲۹
فری آئی کیمپ	-	۳۱
تقریب تقسیم اسناد	-	۳۲
محفلِ ذکر و ختمِ خواجگان	رپورٹ محمد زاھد معصومی قریشی	۳۴
قرار داد پاکستان	-	۳۶
THE SIGNIFICANCE OF FASTING IN ISLAM		۵۰

زرِ سالانہ
• پاکستان ـــــــــ ۱۰۰/- روپے • ایران، عراق، کویت، یو اے ای، سعودی عرب، انڈیا ۲۴۰/- روپے
• تمام یورپی اور افریقی ممالک ـــــــــ ۳۰۰/- " • امریکہ، کینیڈا، آسٹریا ـــــــــ ۳۳۰ "

دفتر رابطہ
۷ر سندھ اسٹار ھوٹل نزد بانگی مسجد، رنچھوڑ لائن کراچی فون ۲۲۸۸۲۷۷

marfat.com

نگران
صوفی محمد اسلام خان لودھی
خلیفہ مجاز کراچی، دربارِ عالیہ موہری شریف

مدیر
محمد شفیع

مدیر معاون اعزازی
معین احمد صدیقی

نائب مدیران
عابد حسین صدیقی
محمد حنیف
ایم ، ایم ، عالم

شعبہ اشتہارات
محمد ہاشم گھانچی
محمد سعید صدیقی

کولیشن
محمد اسلم

قانونی مشیر
سید خضر عسکر زیدی (ایڈووکیٹ)

مشیر انکم ٹیکس
یونس عبداللہ اینڈ کمپنی

ڈاک کا پتہ
پوسٹ بکس نمبر ٥٨٦
کراچی ٧٤٢٠٠

اداریہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قرآن شریف میں سورۂ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی دکھتی رگ پکڑلی ہے۔ آدمی فطری طور پر مندرجہ بالا چیزوں سے محبت کرتا ہے۔ اب اگر ان تمام چیزوں کی محبت، اللہ اور رسول کی محبت کے تابع ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آدمی اپنی خیر منائے۔

یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان محبت کرتا ہے مگر یہ عقلی محبت ہے' یہ ایمان کا لازمہ ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں۔ ان سے آدمی کو عقلاً محبت کرنا ہی چاہیے مگر اس کے ساتھ طبعی محبت بھی لازمی ہے۔ حضورؐ کا وقت سے پیار، آپ کا اخلاق، آپ کی سیرت، یہ سب اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان، رسولِ اکرمؐ سے ٹوٹ کر محبت کریں۔ اگر ہم ایمان کے دعوے کے باوجود رسولؐ سے سچی محبت نہیں کرتے تو ہمارا اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے نبی! لوگوں سے فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا"۔

علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہی وجہ ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس میں تین باتیں پائی جاتی ہیں وہ ایمان کے مزے سے واقف ہوگیا۔ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں، دوئم یہ کہ آدمی جس سے محبت کرے اللہ کے لیے کرے اور سوئم یہ کہ کفر و شرک سے اتنا ہی برا لگے جیسے آگ میں ڈالا جانا لگتا ہے"۔

کاش ایمان کے اس اصل مزے کی کچھ لذت ہمیں اور آپ کو بھی نصیب ہوجائے۔

(آمین)

مدیر

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر محمد شفیع نے شفیع برادرز پرنٹرز، ٨٢، ٨٣ ہاکی اسٹیڈیم سے چھپوا کر ۴ ر نور بیگم منزل، نور الٰہی روڈ لیاری کراچی سے شائع کیا۔

marfat.com

حمد

باری تعالیٰ

صبا اکبر آبادی

ہاں ساقیٔ الطاف خُو اللہ ہُو اللہ ہو
لانا ذرا جام و سبُو اللہ ہو اللہ ہو

یہ شام یہ کالی گھٹا یہ معتدل ٹھنڈی ہوا
یہ بارشیں یہ رنگ و بُو اللہ ہو اللہ ہو

یہ پھول یہ شاخ و شجر یہ رس بھرے میٹھے ثمر
مٹی میں یہ جوشِ نمو ، اللہ ہو اللہ ہو

تسلیم ہے تیرا کرم احساس ہے یہ دم بدم
میں آپ ہوں اپنا عُدو اللہ ہو اللہ ہو

لا بادۂ گلفام دے بھر بھر کے پیہم جام دے
پیاسا ہوں میں ساقی ہے تُو اللہ ہو اللہ ہو

ہر جام میں جلوہ تیرا ، ہر قطرہ آئینہ ترا
ہے میکدے میں تُو ہی تُو ، اللہ ہو اللہ ہو

سانسوں میں تیرا نام ہے ہر وقت تجھ سے کام ہے
ہر دم ہے تیری گفتگو اللہ ہو اللہ ہو

میں مست ہوں مخمور ہوں کیفِ طرب سے چُور ہوں
خود ہوش میں لائے گا تُو ، اللہ ہو اللہ ہو

تیرا صبا بھرتا ہے دم اس پر رہے تیرا کرم
کہتا پھرے یہ چار سُو ، اللہ ہو اللہ ہو

marfat.com

رسول مقبول ﷺ

نعت

اقبال عظیم

ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

قافلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر، ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انھیں کو پکاریں گے ہم دور سے، راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

میری بے نور آنکھوں پہ مت جائیے، رہنمائی کی زحمت نہ فرمائیے
جب اُٹھے گی ادھر وہ نگاہِ کرم، راستے تا بہ منزل چمک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا، بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے؟ خود ہی پلکوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

اے مدینے کے زائر خدا کے لئے داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سُنا
بات بڑھ جائے گی، دِل تڑپ جائے گا، میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

جب چلے گی مدینے سے ٹھنڈی ہوا، گھر کے جب آئے گی اودی اودی گھٹا
ہر طرف پھول ہی پھول کھل جائیں گے، بام و در نکہتوں سے مہک جائیں گے

نامِ آقا ﷺ جہاں بھی لیا جائے گا، ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا، ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے

ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر، کس مسافر کو کتنا ہے شوقِ سفر
ہم کو اقبال جب بھی اجازت ملی، ہم بھی آقا ﷺ کے دربار تک جائیں گے

marfat.com

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین، ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے

جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر، غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضا ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی بہ رضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

ہاں حالیؔ گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

marfat.com

روزہ اور رمضان المبارک کے بارے میں قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر جتنی آیات کا نزول ہوا محترم زاھد ملک نے ان آیات کو جمع کیا ہے، ان آیات کا ترجمہ اس صفحے پر پیش کیا جا رہا ہے۔

روزہ

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے ○

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ اور (یہ آسانی کا حکم) اسلئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو ○

— سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳ تا ۱۸۵ —

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُن کی پوشاک ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (اُن کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اُس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) اُن سے مباشرت کرو۔ اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اُس کو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو۔ اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں اُن کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں ○

— سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷ —

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر۔ اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کردے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کردیں (تو انکو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے ○

— سورۃ النساء آیت ۹۲ —

مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا۔ اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اُسے مارے تو (یا تو اس کا) بدلہ (دے اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں (کفارے میں دے اور) یہ قربانی کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ (دے اور وہ) مسکینوں کو کھانا کھلانا (ہے) یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا (کا مزہ) چکھے (اور) جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کر دیا اور جو پھر (ایسا کام) کرے گا تو خدا اس سے انتقام لے گا۔ اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے ○

— سورۃ المائدہ آیت ۹۵ —

رمضان

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔

— سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵ —

marfat.com

Subject of Qur'an

The Holy Qur'an has defined about the *RAMADHAN* **FASTING** in different places. We collected all those "AYATS" which have related with as above topic and presenting the translation of then. These "AYATS" are compiled by Zahid Malik

FASTING

O ye who believe! Fasting is prescribed for you, even as it was prescribed for those before you, that ye may ward off (evil);

(Fast) a certain number of days; and (for) him who is sick among you, or on a journey, (the same) number of other days; and for those who can afford it there is a ransom; the feeding of a man in need — But whoso doth good of his own accord, it is better for him : and that ye fast is better for you if ye did but know

The month of *Ramadhan* in which was revealed the *Qur'ān*, a guidance for mankind, and clear proofs of the guidance, and the Criterion (of right and wrong). And whosoever of you is present, let him fast the month, and whosoever of you is sick or on a journey, (let him fast the same) number of other days. Allah desireth for you ease; He desireth not hardship for you; and (He desireth) that ye should complete the period, and that ye should magnify Allah for having guided you, and that peradventure ye may be thankful.

2:183-185

It is made lawful for you to go in unto your wives on the night of the fast. They are raiment for you and ye are raiment for them. Allah is Aware that ye were deceiving yourselves in this respect and He hath turned in mercy toward you and relieved you. So hold intercourse with them and seek that which Allah hath ordained for you, and eat and drink until the white thread becometh distinct to you from the black thread of the dawn. Then strictly observe the fast till nightfall and touch them not, but be at your devotions in the mosques. These are the limits imposed by Allah so approach them not. Thus Allah expoundeth His revelations to mankind that they may ward off (evil).

2:187

It is not for a believer to kill a believer unless (it be) by mistake. He who hath killed a believer by mistake must set free a believing slave and pay the blood—money to the family of the slain. unless they remit it as a charity. If he (the victim) be of a people hostile unto you, and he is a believer, then (the penance) is to set free a believing slave. And if he cometh of a folk between whom and you there is a covenant, then the blood-money must be paid unto his folk and (also) a believing slave must be set free. And whoso hath not the wherewithal must fast two consecutive months. A penance from Allah. Allah is Knower, Wise.

4:92

O ye who believe! Kill no wild game while ye are on the pilgrimage. Whoso of you killeth it of set purpose he shall pay its forfeit in the equivalent of that which he hath killed, of domestic animals, the judge to be two men among you known for justice, (the forfeit) to be brought as an offering to the *Ka'bah*; or, for expiation, he shall feed poor persons, or the equivalent thereof in fasting, that he may taste the evil consequences of his deed. Allah forgiveth whatever (of this kind) may have happened in the past, but whoso relapseth, Allah will take retribution from him. Allah is Mighty, Able to Requite (the wrong).

5:95

RAMADHAN

The month of *Ramadhan* in which was revealed the *Qur'ān*, a guidance for mankind, and clear proofs of the guidance, and the Criterion (of right and wrong). And whosoever of you is present, let him fast the month.

2:185

RAMADHAN

Ref: 2:44,113,129,151,252; 3:58,101,108,113; 8:31; 10:15, 61; 13:30; 19:58; 22:72; 23:66; 27:92; 28:3,45,59; 29:48; 31:7; 39:71; 45:6,8; 62:2; 65:11; 98:2.

marfat.com

استقبالِ رمضان

حکیم محمد سعید

رَمضان کا یہ مہینہ رَحمتوں، بَرکتوں، سَعادتوں اور نعمتوں کا مہینہ ہے۔ اس کی آمد پر ہر فرزندِ اسلام، ہر صاحبِ ایمان فرحت و مَسَرّت محسوس کرتا ہے اور رُوحانی امیدوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتا ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، عورت مَرد، مشرقی مغربی، شمالی جنوبی، کالے گورے کی تمیز نہیں، تمیز ہے تو بس ایمان و عقیدے کی۔ جس نے ایمان سے بہرہ پایا ہے وہ رمضان کو خوش آمدید کہتا ہے، رمضان سے بَرکتیں حاصل کرتا ہے، دینی فوائد حاصل کرتا ہے اور رُوحانی بلندیوں کی جانب گام زن ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرہ۔ ۱۸۵)

یعنی: ”رَمضان کے مہینے میں قرآن اتارا گیا۔ اس میں لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور روشن دلیلیں ہیں راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ پس تم میں سے جو کوئی پائے اس مہینے کو تو روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُس کو گنتی پُوری کرنی چاہیے دوسرے دِنوں سے۔ اللہ تمھارے لیے سہولت چاہتا ہے، دُشواری نہیں چاہتا۔ اور یہ کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس بات پر کہ تم کو ہدایت عطا کی کہ تم احسان مانو۔“

غور فرمایئے کہ اِس ماہ کی عظمت یہ بیان فرمائی جارہی ہے کہ اِس میں قرآن نازل فرمایا گیا ہے، جو ہدایت ہے، رَہ نمائی ہے سیدھے سچے راستے کی طرف۔ قرآن میں روشن دلیلیں ہیں۔ دُوسری عظمت رَمضان کی یہ ہے اِس میں روزے فرض کیے گئے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۸۳)

یعنی: ”اے اصحابِ ایمان! تم پر روزے فرض کیے گئے، اِسی طرح جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“

روزے کا مقصد نیکی و پرہیزگاری بیان فرمایا گیا ہے اور اِسی ماہ میں قرآن کا نزول ہوا تاکہ نیکی اور پرہیزگاری، پاکیزگی اور نکوکاری کے لیے پوری پُوری رَہنمائی میسّر آئے۔ قرآن مکمل ضابطۂ اخلاق ہے اور دستورِ حیات۔ اور رَمضان کا سب سے بڑا عطیہ یہ ہے کہ اس ماہِ مقدّس میں شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلّم پر کتابِ ہدایت اُتاری گئی جس کی روشنی قیامت تک نوعِ انسانی کی رَہنمائی کرتی رہے گی۔ قرآن ہمیں بہترین زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، اچھائی اور بُرائی میں تمیز کرنے کا واضح معیار عطا فرماتا ہے، سیدھا صاف راستہ دکھاتا ہے، عَبد اور مَعبُود کے تعلق کو واضح کرتا ہے اور دین و دُنیا کی نعمتوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ اخلاق و اعمال کا مثالی نمونہ دیتا ہے۔ تقوے اور طہارت کے درمیان محبّت اور مودّت کی بنیادیں عطا کرتا ہے۔ اِنفرادی اور اجتماعی زندگی کے رہنما اصول کی تعلیم دیتا ہے۔ انسان کی عظمت اور مجد و شرف کو نمایاں کرتا ہے۔

رَمضان کی دُوسری فضیلت اِس کے روزے ہیں۔ روزے تربیتِ نفس کا بہترین ذریعہ ہیں، پاکیزہ زندگی کے لیے نفس کی تربیت لازمی ہے۔ محض اچھے اصولوں کی تعلیم اُس وقت تک غیر مؤثر ہے جب تک افراد کی تربیت اُس کے مطابق نہ ہو۔ قول کچھ ہو اور عمل کچھ، تو قول کا حُسن بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔ اصل اہمیت عمل کی ہے۔ عمل ہی انسان کا زیور ہے اور اسی سے انسان کی پستی اور بلندی ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن عمل کی تعلیم دیتا ہے اور عمل ہی کی بنیاد پر انسان کو جانچتا ہے۔ جس مُعاشرے کے افراد عمل سے عاری ہوں وہ مُعاشرہ قرآن کے معیار سے ناقص اور ناکام ہے۔ اُس کے افراد نکبت سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ رَمضان عمل کی تربیت کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اِس مہینے میں انسان خود اپنا تجزیہ کر سکتا ہے، اپنا تزکیہ کر سکتا ہے اور خود اپنی تربیت کر سکتا ہے۔ اِس مہینے میں وہ بہت سی جائز چیزوں کو بھی ایک مقرّرہ مدّت میں حرام کر لیتا ہے۔ وہ کھا سکتا ہے مگر نہیں کھاتا۔ وہ پی سکتا ہے مگر نہیں پیتا۔ وہ اپنے نفس کی دُوسری خواہشات بھی پوری کر سکتا ہے، مگر وہ ان جائز خواہشات کی تکمیل بھی نہیں کرتا، کیوں کہ وہ اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمدردی اور خدمت بھی کرتا ہے اور اُن کے دُکھ درد کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں قرآن جیسی روشن کتاب سے نوازا، ہم اس کی روشنی سے اپنے دلوں کو منوّر کر سکتے ہیں، اپنے اخلاق کو جگمگا سکتے ہیں، اپنی عادات کو سنوار سکتے ہیں۔ خاص طور پر سعادتوں اور برکتوں کے اس مہینے میں ہمیں قرآن سے زیادہ قریب ہونا چاہیے۔ قرآن سے اپنے تعلق کو تازہ اور مضبُوط کرنا چاہیے۔ قرآن کے راستے پر پوری ہمت اور طاقت کے ساتھ چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن ہمارا رَہ نما ہے۔ اس کی رَہ نمائی سے ہمیں پُورا پُورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اِس مہینے میں اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اِس کے بعد بھی ہم اگر پیاسے رہیں تو یہ ہمارا قصور ہے۔ ہم اللہ کی بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور بندے بن کر ہی زندگی کو خوبی سے گزار سکتے ہیں۔ اس کی بندگی سے رُوگردانی کریں گے تو دُنیا کی ہر معمولی طاقت کے آگے ہمیں جھکنا پڑے گا۔ ہماری فلاح و نجات صِرف پیرویِ قرآن میں ہے اور اتباعِ قرآن کا بہترین نمونہ سَرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس و اعلا ہے۔ اس نمونے کی موجودگی میں ہمیں کسی دُوسری طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اور صرف اُسوۂ حَسَنہ کی پیروی کر کے ہی ہم سرفراز اور سُرخ رُو ہو سکتے ہیں۔ سربلندی اور سرفرازی ہماری مُنتظر ہے۔ قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر ایک بار چل پڑیے، بلندیاں آپ کے پیچھے پیچھے آئیں گی۔ اور اس کے آغاز کے لیے رَمضان بہترین وقت ہے۔

ہم ان جذبات کے ساتھ ماہِ رَمضان کا استقبال کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر چلائیں اور رَمضان کی بَرکات و فیوض سے بہرہ مند فرمائیں۔

marfat.com

علم القرآن

علم القرآن سید قاسم محمود کی کاوش اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے، جس میں ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری اور متعدد مفسرین کی نہایت جامع اور سلیس انداز میں تفاسیر شامل کی گئی ہیں، تفسیر کے لیے صرف ان آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں ایک عام قاری کو تشریح کی ضرورت ہو سکتی ہے

ترجمہ، تفسیر

مرتب: سید قاسم محمود

(۶۷) .... اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ بولے، کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ نادان بنوں۔

(۶۸) .... انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے التجا کیجیے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ وہ بیل کس طرح کا ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ وہ بیل نہ تو بوڑھا ہو اور نہ بچھڑا، بلکہ ان کے درمیان یعنی جوان ہو۔ جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے، ویسا کرو۔

(۶۹) .... انہوں نے کہا کہ پروردگار سے درخواست کیجیے کہ ہم کو یہ بھی بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ نے کہا، پروردگار فرماتا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھنے والوں کا دل خوش کر دیتا ہو۔

(۷۰) .... انہوں نے کہا کہ اب کے پروردگار سے پھر درخواست کیجیے کہ ہم کو بتا دے کہ وہ اور کس کس طرح کا ہو کیونکہ بہت سے بیل ہمیں ایک دوسرے کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں، پھر خدا نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی۔

(۷۱) .... موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ بیل کام میں لگا ہوا نہ ہو، نہ تو زمین جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو۔ اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو۔ کہنے لگے، اب تم نے سب باتیں درست بتا دیں۔ غرض بڑی مشکل سے انہوں نے اس بیل کو ذبح کیا، اور وہ ایسا کرنے والے تھے نہیں۔

آیات ۷۲ تا ۸۲

(۷۲) .... اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، تو اس میں باہم جھگڑنے لگے۔ لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے، خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

(۷۳) .... تو ہم نے کہا کہ اس بیل کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔ اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

(۷۴) .... پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ گویا وہ پتھر ہیں یا ان میں سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھر تو بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں، اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں، اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے، اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

(۷۵) .... مومنو! کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے دین کے قائل ہو جائیں گے، حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ کلام خدا (یعنی تورات) کو سنتے، پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں۔

(۷۶) .... اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں، جو بات خدا نے تم پر ظاہر فرمائی ہے، وہ تم ان کو اس لیے بتائے دیتے ہو کہ قیامت کے دن اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

(۷۷) .... کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اللہ کو سب معلوم ہے۔

(۷۸) .... اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ اپنے باطل خیالات کے سوا خدا کی کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔

(۷۹) .... تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے آئی ہے، تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ ان پر افسوس ہے، اس لیے کہ بے اصل باتیں اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور پھر ان پر افسوس ہے، اس لیے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

(۸۰) .... اور کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔ ان سے پوچھو، کیا تم نے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے کہ اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا۔ نہیں، بلکہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں۔

(۸۱) .... ہاں جو برے کام کرے، اور اس کے گناہ ہر طرف سے گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے۔

(۸۲) .... اور جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں، وہ جنت کے مالک ہوں گے اور ہمیشہ اس میں عیش کرتے رہیں گے۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

(۸۳) .... اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا، اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا، تو چند شخصوں کے سوا تم سب اس عہد سے منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

(۸۴) .... اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں کشت و خون نہ کرنا اور خود کو ان کے وطن سے نہ نکالنا تو تم نے اقرار کر لیا، اور تم اس بات کے گواہ ہو۔

(۸۵) .... پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے انہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو، اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو، حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم کو حرام تھا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم کتاب خدا کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو، اللہ ان سے غافل نہیں۔

(۸۶) .... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو اور طرح کی مدد ملے گی۔

..... آیات 67 تا 71 میں بنی اسرائیل کو وہ واقعہ یاد کرایا گیا ہے، جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک خون ہو گیا تھا (جس کی کچھ تصریح آگے رکوع میں آ رہی ہے) اور جس کی وجہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھی ہے کہ [illegible] شخص نے مقتول کی کسی لڑکی

marfat.com

سے شادی کی درخواست کی تھی، مگر اس نے انکار کر دیا اور اُس شخص نے اُس کو قتل کر دیا۔ قاتل لاپتہ ہوگیا۔ اس کا پتا نہ لگتا تھا۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنے شریعت کے قانون کے مطابق اس علاقے کے لوگوں کو جہاں اس کا قتل ہوا تھا، یہ حکم دی کہ وہ ایک گائے کی قربانی کر کے قسمیں کھائیں۔ ان لوگوں نے اول تو حیل و حجت سے کام لیا۔ گائے کیسی ہو، اُس کی عمر کیسی ہو، رنگ کیسا ہو، وغیرہ اور جب مسلسل موشگافیوں کے بعد گائے ذبح بھی کی تو لگتا تھا کہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تھے۔

بنی اسرائیل نے (پچھلے رکوع میں) گائے کے ذبح کے حکم کی تعمیل میں بہت سی حجتیں کیں۔ اسی طرح ذبح کے بعد بھی اس قربانی کا صحیح احترام ملحوظ نہیں رکھا، بلکہ جھوٹی قسمیں کھا کر قاتل کو چھپانے کی کوشش کی۔ کسی جرم کے ساتھ جب حیلہ بازی، ڈھٹائی اور جسارت بھی شامل ہوجائے تو ایسے لوگوں کے دل قانون قدرت کے مطابق پتھر کے مانند سخت ہو جایا کرتے ہیں، جس کے بعد نیکی اور تقویٰ کی روئیدگی کی صلاحیت ان کے اندر بالکل ہی ختم ہوجاتی ہے۔ پس وہ پتھر کے مانند ہوگئے بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت۔

(40) ..... اوپر کی آیات میں جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اُسی کے گوشت سے مقتول کی لاش پر ضرب لگانے کا حکم ہوا۔ یہود کے قانونِ شریعت کے مطابق قتل کے موقع پر جب قاتل کی تحقیق ہو رہی ہو، چند خاص شرائط کی پابندی کے ساتھ ایک جوان گائے کو، جس سے کوئی خدمت نہ لی گئی ہو، ذبح کیا جانا تھا اور اُس کے لاشے پر بزرگانِ قوم ایک خاص طریق پر دعا کر کے خون کے گناہ سے اپنی بخشش چاہتے تھے۔ اس خاص واقعے کی تفسیری روایات میں آتا ہے کہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور قاتل کا نام اور پتا بتا کر پھر مر گیا۔

(41) ..... یہود سے طویل خطاب کے دوران، اچانک یہ مختصر خطاب مدینہ کے اُن نو مسلموں سے ہے جو حال ہی میں آنحضورؐ پر ایمان لائے تھے۔ اس طرح کا التفات آیات 6، 7 میں آنحضورؐ کی طرف اور آیات 21 تا 29 میں بنی اسمٰعیل کی طرف پہلے ہو چکا ہے۔ یہاں بنی اسرائیل کی تاریخی سرگزشت بیان کرنے کے بعد سادہ دل نو مسلموں سے کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں کی سابق روایات یہ کچھ رہی ہوں، اور ان کے ذہن اتنے ٹیڑھے اور جن کے دل پتھر کی طرح سخت ہوں، اُن سے تم بہت زیادہ توقعات نہ رکھو۔ اس خطاب میں "ایک گروہ" سے مراد یہود کے علما ہیں۔ کلام اللہ سے مراد تورات، زبو اور دوسری کتابیں ہیں۔ تحریف کا مطلب یہ ہے کہ بات کو اصل مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا۔ نیز الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے کو بھی تحریف کہتے ہیں۔ یہود علما نے یہ دونوں طرح کی تحریفیں اللہ کے کلام میں کی ہیں۔

(42) ..... اُمّی ... کے معنی ہیں تحریر و کتابت اور مکتبی تعلیم سے ناواقف۔ اس آیت میں مُراد ہے یہود کے عوام، جن کا حال یہ تھا کہ علمِ کتاب سے کورے تھے۔ کچھ نہ جانتے تھے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں دین کے کیا اصول بتائے ہیں، اخلاق اور شرع کے کیا قواعد سکھائے ہیں اور انسان کی فلاح کا مدار کن چیزوں پر رکھا ہے۔ اس علم کے بغیر وہ اپنے مفروضات اور اپنی خواہشات کے مطابق گھڑی ہوئی باتوں کو دین سمجھ بیٹھے تھے اور جھوٹی توقعات پر جی رہے تھے۔

(43) ..... یہ یہود کے پڑھے لکھے دانشور، علما کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے۔

(44) یہودی سمجھتے تھے کہ ہم خواہ کچھ کریں، چونکہ ہم یہودی ہیں، اس لیے جہنم کی آگ ہم پر حرام ہے، اور بالغرض اگر ہم کو سزا دی بھی گئی تو بس چند روز کے لیے دوزخ بھیجے جائیں گے اور پھر سیدھے جنت کی طرف پلٹا دیے جائیں گے۔ "قیامت کے دن ابراہیمؑ دوزخ کے دروازے پر تشریف رکھتے ہوں گے اور کسی مختون اسرائیلی کو اُس میں نہ گرنے دیں گے۔"

یہود کے لیے قرآن اور آنحضورؐ پر ایمان لانے کے معاملے میں جو چیز حجاب بن گئی تھی، وہ ان کا یہ گھمنڈ تھا کہ وہ خود کتاب اور شریعت کے حامل ہیں اور ایک ایسے برگزیدہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جس کو خدا نے دینی و مذہبی پیشوائی اور دنیا و آخرت دونوں میں اپنی محبت و محبوبیت کے لیے خاص کر لیا ہے۔ قرآن نے یہاں پہلے اُن کے اس گھمنڈ پر ضرب لگائی اور فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو کتاب و شریعت کا جو حامل سمجھتے ہیں، وہ محض ایک خیالِ باطل ہے، اس لیے کہ اُن سے خدائے واحد ہی کی عبادت، والدین، اقربا، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک، نماز اور زکوٰۃ کی پابندی اور اپنے بھائیوں کی نصرت و حمایت کا جو ابتدائی عہد لیا گیا تھا، اس کو انہوں نے توڑ ڈالا اور اس اور اس عہد کی تجدید اور یاد دہانی کے لیے جو انبیا بھیجے گئے، ان کی بھی توانہوں نے تکذیب کی یا اُن کو قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد فرمایا کہ یہ قرآن اُن پیشن گوئیوں کے مطابق نازل ہوا ہے، جو اُن کے صحیفوں میں موجود ہیں اور یہ اس کے منتظر بھی رہے ہیں، لیکن اب جبکہ یہ موعود و منتظر چیز اُن کے پاس آگئی اور انہوں نے اس کو پہچان بھی لیا ہے تو محض اس ضد کے سبب سے اس کی مخالفت کر رہے ہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کے ایک فرد پر کیوں اُتارا، اُن کے اندر کسی فرد پر کیوں نہ اُتارا۔

اس کے بعد اُن کے ایمان کی مزید قلعی کھولی ہے کہ انہوں نے عین اپنے پیغمبر موسیٰ کی موجودگی میں گئوماتا کی پرستش کی اور بعد کے زمانے میں اللہ کے نبیوں کی تکذیب بھی کرتے رہے اور ان میں سے بعض کو انہوں نے قتل بھی کر دیا۔

پھر اُن کے اس زعم کے خلاف آخرت کی تمام سرفرازیاں صرف اُنہی کا حصہ ہیں، اس لیے کہ وہی خدا کے محبوب اور چہیتے ہیں، خود اُن کے باطن کی یہ شہادت پیش کی ہے کہ اگر وہ اپنے اس زعم میں سچے ہیں تو زندگی کے اتنے حریص کیوں بنے بیٹھے ہیں۔ پھر تو انہیں زندگی کے بجائے موت کا حریص ہونا چاہیے۔

marfat.com

شبِ برات

سید خوشنود عالم

آج شب براٗت ہے آج کی رات وہ رات ہے جس میں مومن و مخلص و زاہد کو جزا ملتی ہے اور بارگاہ ایزدی میں جو بھی امید کا کاسہ لے کر آتا ہے۔ اسے رحمتِ خدا ملتی ہے آج کی رات بڑی بابرکت رات ہے۔ نہایت ہی عظمت والی رات رحمت خداوندی کو ٹوٹنے کی رات ہے۔ آج کی رات توبہ کی قبولیت کی رات ہے۔ آج کی رات تو عذاب جہنم سے نجات کی رات ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان المعظم کی چودھویں اور پندرہویں تاریخ کی درمیانی رات یعنی شب برات میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیے میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی، کیا دیکھتا ہوں کہ پہلے آسمان سے لے کر عرش اعظم تک ملائکہ مقربین سربسجود ہیں۔ اور میری امت کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ ہر آسمان کے دروازے پر ایک ایک فرشتہ کھڑا ہوا ہے۔

پہلے آسمان سے ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات رکوع میں ہے۔ دوسرے آسمان سے ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات مسجد میں ہے تیسرے آسمان سے ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات رب کائنات سے دعا کر رہا ہے چوتھے آسمان سے یہ ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہے۔ پانچویں آسمان سے یہ ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات پروردگار کے خوف سے کانپ رہا ہے۔ چھٹے آسمان سے یہ ندا آتی ہے۔ کہ خوشخبری اس کے لئے جو آج کی رات نیک عمل میں معروف ہے ساتویں آسمان سے یہ ندا آتی ہے کہ خوشخبری ہے۔ اس کے لئے جو آج کی رات تلاوت کلام پاک کر رہا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تمام دروازے میری امت کے لئے غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک کھلے رہتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو تم رات کو قیام کرو، یعنی نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب آفتاب کے بعد ہی آسمانی دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا ہے۔ تاکہ میں اسے بخش دوں

اس شب مرنے والوں اور پیدا ہونے والوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے اور (آسمان پر) اعمال اٹھائے جاتے ہیں

کوئی طالب رزق ہے اسے رزق دوں کوئی گرفتار بال ہے اسے عافیت دوں اور یہ فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح روشن ہو جاتی ہے۔

آج کی رات گناہوں سے توبہ کی رات ہے۔ اس رات خالق کائنات اپنے بندوں کی نیک و برے اعمال کا حساب کرتا ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روزی کا تعین کرتا ہے۔ اور اسی رات مرنے والے اور پیدا کئے جانے والوں کی فہرست تیار کر لی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات میں بنی آدم میں سے ہر فرد جو اس سال میں مرنے والا ہوتا ہے اسی رات میں لکھا جاتا ہے اور اسی رات اعمال اٹھائے جاتے ہیں (یعنی آسمان پر) اور اسی رات میں بندوں کے رزق نازل کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان المعظم کے مہینہ میں اور خصوصی اس مہینہ کی پندرہویں شب جسے لیلۃ البرأت یعنی نجات کی رات کہتے ہیں اس رات میں توبہ و استغفار کا حکم دیا ہے۔ تلاوت قرآن حکیم اور نوافل کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو یوں تو حامد و محمود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک لمحہ بھی عبادت خداوندی سے خالی نہ تھا۔ لیکن آپ اس رات ہر آن بارگاہ خداوندی میں سربسجود رہتے تھے۔ اور اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا فرماتے رہتے۔ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ مغفرت کرتا ہے عرب کے نامور قبیلہ بنی کلب کے پاس جتنی تعداد میں بکریاں تھیں اتنی بڑی تعداد میں کسی دوسرے قبیلہ کے پاس نہ تھیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رسول اللہ صلی اللہ علی وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند بزرگ و برتر شعبان کی پندرہویں رات میں بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی ساری مخلوقات کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ رکھنے والے شخص کو نہیں بخشتا اور خدا قاتل کو بھی نہیں بخشتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رات چھ اقسام کے گنہگاروں کی مغفرت نہیں ہوتی ایک وہ شخص جو شراب پیتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو زنا کا عادی ہے۔ تیسرا جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے۔ چوتھا وہ شخص جو بلا وجہ لڑتا جھگڑتا ہے۔ پانچواں وہ شخص جو چغلی کرتا ہے۔ اور چھٹا وہ شخص جسکی مغفرت نہیں ہوتی وہ باتیں بنانے والا ہے۔

آج کی رات گناہگاروں کی بخشش کی رات ہے اس رات خداوند تعالیٰ کی تجلیات کا نزول ہوتا ہے آسمان سے ملائک نازل ہوتے ہیں خداوند

marfat.com

تعالیٰ کی نعمتیں بٹتی ہیں۔ یہ رات اس مبارک مہینے کی رات ہے جس کے بارے میں رسول خداؐ فرماتے ہیں یہ میرا مہینہ ہے اس مہینے کا چاند مسلمانوں کے لیے پیغام وخیر وبرکت ہے۔ باعث رحمت ہے ایک مکمل نظام بندگی واطاعت ہے ایک مسلسل انتظام راحت وفضیلت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان المعظم کو تمام مہینوں پر ایسی فوقیت وبرتری حاصل ہے۔ جیسے میری فضیلت تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر مسلم ہے۔ حضورؐ جتنا شعبان المعظم کا خیال رکھتے تھے اتنا خیال کسی اور مہینے کا نہ رکھتے تھے۔ حضورؐ اس مہینے میں روزے کثرت سے رکھتے تھے۔ حضرت اسامہ زیدؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم روؤف الرحیم محمد مصطفےٰؐ سے عرض کی یا رسول اللہؐ آپؐ شعبان المعظم میں بکثرت روزے کیوں رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ نہایت ہی مبارک مہینہ ہے۔ اس سے لوگ غافل ہیں۔ اس مہینہ میں انسانوں کے اعمال بارگاہ رب العزت میں پیش کیے جاتے ہیں اس لیے میں اس مہینہ کو بہت زیادہ محبوب رکھتا ہوں تاکہ جب میرے اعمال بارگاہ رب العزت میں پیش کیے جائیں تو اس وقت میں روزہ سے ہوں۔

سال میں تین مہینے بہت ہی بابرکت ہیں ماہ رجب ماہ شعبان اور ماہ رمضان یہ تینوں مہینے بہت ہی مبارک ہیں یہ مہینے ایسے ہیں جن میں مسلمان اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان تین مہینوں میں تین راتیں بڑی فضیلت کی حامل ہیں۔

رجب المرجب میں شب معراج، شعبان المعظم میں شب برات اور رمضان المبارک میں شب قدر ہے آج کی رات انہیں مقدس راتوں میں سے ایک ہے۔ یعنی آج شب براُت ہے۔ براُت کے لغوی معنی بے قصور گردانتے یا نجات پانے کے ہیں اس مقدس و متبرک رات کی شرعی حیثیت کی صحیح تصویر کشی مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اس رات کی اہمیت وفضیلت سمجھ لینے کے بعد اس سے پورا استفادہ حاصل کرنا چاہیئے اس رات ہمیں خدا کی عبادت کرنی چاہیئے جو کہ ہمارا معبود حقیقی ہے جو خالق کل کائنات ہے۔ مالک موت وحیات ہے۔ اس رات ہمیں قرآن حکیم کی تلاوت کرنی چاہئے جو کہ ہمارے لئے قیامت تک مشعل راہ ہے۔ اس رات ہمیں اپنی بخشش ورحمت، مغفرت وعافیت نیک مقاصد وحاجات کے لئے دعا مانگنی چاہئے اس رات ہمیں قبرستان میں جاکر اہل قبور کے لئے استغفار کرنا چاہئے اور پندرہ شعبان المعظم کا روزہ رکھنا چاہیئے یہی اعمال ہمارے لئے باعث نجات ہیں۔ یہ مقدس ومتبرک اور فضیلت والی رات یعنی شب براُت ماہ شعبان المعظم کی راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یہ ماہ مبارک یعنی شعبان المعظم بہت بابرکت مہینہ ہے۔ نبی فرماتے ہیں کہ یہ میرا مہینہ ہے۔ شعبان المعظم میں اللہ تعالیٰ جنت کے دروازوں کو کھل جانے کا حکم دیتا ہے۔

اظہارِ تعزیت

سید خوشنود عالم کی خوشدامن ہمسر اور تین برادر نسبتی ۵ اور ۶ جون کی درمیانی شب سپرہائی وے پر کار کے حادثے میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

ادارہ ماہنامہ المعصوم اور حلقہ احباب کراچی سید خوشنود عالم صاحب کے صدمہ میں برابر کے شریک ہے اور دعاگو ہیں کہ خدا بزرگو برتر مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں بلند درجات عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائیں۔ (آمین)

اس مقدس شب کو بھی شرابی، مشرک، زانی، والدین کی نافرمانی کرنے والے، چغلخور اور بلاوجہ باتیں بتانے والے کی مغفرت نہیں،

کراچی سے
ماہنامہ المعصوم
کا اجراء باعثِ صد افتخار ہے
حضور خواجہ سرکار
مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ
موہری شریف (گجرات) کی
سرپرستی ہم سب کے لیے خوش بختی
ہے،

نثار المعصوم
(باٹا والے)
رہائش گاہ:
مکان نمبر ایکس ۴۲ ۱۱ گلی نمبر ۵
اعظم بستی نالہ پار محمود آباد
کراچی نمبر ۴۴
فون:
۵۴۶۶۱۲۳
۵۴۸۷۵۱

marfat.com

موہری شریف کھاریاں میں ،

حضور خواجۂ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ **محمد معصوم** صاحب مدظلہ العالی ،

سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ ، مجددیہ ، نوابیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں (گجرات) ،

کو

۵۳ ویں سالانہ عرسِ مبارک حضور پر نور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے انعقاد پر ،

دلی مبارکباد ،

PROVENCO GINNERS (PRIVATE) LIMITED

marfat.com

ماہِ صیام کا استقبال

شاہ مصباح الدین شکیل

ہجرت کے ۱۸ مہینے بعد شعبان ۲ ہجری میں روزوں کے فرض ہونے کا حکم آیا۔ یہ حکم سورہ بقرہ کی ۱۸۳ اور ۱۸۴ ویں آیات میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ (آیات ۱۸۳)

"یہ گنتی کے چند دن ہیں (جن میں تم پر روزہ فرض کیا گیا) ہاں جو شخص مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ بعد میں روزہ کی مقررہ تعداد کو پورا کرلے اور جو لوگ باوجود قوت کے روزہ نہ رکھیں یا ایسے لوگ کہ روزہ رکھنا ان کی استطاعت سے باہر ہو یا مشکل ہی سے روزہ رکھ سکیں تو وہ روزہ کے بدلے مساکین کو کھانا کھلادیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں اچھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا بہتر ہے"۔ (آیت ۱۸۴) پہلی آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی بات یہ ہے کہ روزوں کی فرضیت کچھ امت محمدیؐ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ پچھلی امتوں پر بھی اس کا اطلاق تھا۔ دوسری بات اس فرضیت کا مقصد وہ یہ کہ لوگوں کو متقی بنایا جائے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نبی اور اس کی امت نے تقویٰ کیلئے روزے رکھے ہیں۔ ابوالبشر اور پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہر مہینے کے ۱۳ ویں ۱۴ ویں اور ۱۵ ویں دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اس سنت کو فخر آدم صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم نے ایام بیض کے روزے رکھ کر اپنے پر برقرار رکھا۔ حضرت نوع علیہ السلام کے بارے بتایا جاتا ہے کہ وہ مسلسل روزے رکھا کرتے تھے ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ نے کشتی سے نکلنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان کے روزے رکھنا حضرت نوحؑ کی اولیات میں داخل ہے۔ اسلام میں حضرت نوح علیہ وسلام کی سنت اس طرح جاری رہی کہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا تسلسل برقرار رکھا گیا۔ البتہ آسانیاں پیدا کرنے والے دین فطرت میں اسے گنتی کے چند دن کر دیا گیا۔

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام جب منصب نبوت پر سرفراز کئے گئے تو عراق میں ملت صابی کا عروج تھا۔ صابئین انبیاء کے منکر، چاند سورج اور ستاروں کے پرستار تھے وہ چاند کے اعزاز کیلئے جس کی پرستش عام تھی صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے رکھا کرتے تھے۔ حرّان کے صابی (۳۰) دن سالانہ روزہ رکھتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی بنائے گئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ عبادت کا مستحق نہ چاند ہے اور نہ سورج بلکہ خدائے واحد جس نے ان دونوں کو پیدا کیا۔ روزے اس کیلئے ہیں۔ روایتیں ہیں کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کیلئے کامل ۳۰ دن کے روزے رکھا کرتے تھے دین حنیف کی سنت ابراہیمی کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدی پر فرض کر دیا۔

حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ عبرانی زبان میں حضرت یعقوب کا نام اسرائیل ہے۔ "اسرا" کے معنی عبد (بندہ) اور "ئیل" کے معنی اللہ کے ہیں۔ عربی میں عبداللہ کا ہم معنی ہے۔

یہودی حضرت یعقوب علیہ السلام ہی کی نسل سے ہیں چنانچہ ان کی اولاد کو قرآن میں بنی اسرائیل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کے سلسلے سے کئی پیغمبر آئے جن میں روزوں کے تعلق سے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قابل ذکر ہیں۔

بنی اسرائیل کے سب سے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلانے کے بعد تمہیں "شریعت" دی جائے گی۔ اس کام کی تکمیل کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وحی الٰہی کی تعمیل میں کوہ طور پر پہنچے۔ ایک مہینہ تک مسلسل روزہ رکھا۔ اعتکاف کیا۔ یہ مدت مزید دس دن بڑھا دی گئی۔ چلہ پورا ہوا تو آخر میں کتاب شریعت یعنی تورات عطا ہوئی۔ یہودی روایات کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جمعرات کے دن کوہ طور پر تشریف لے گئے اور چالیس دن کے بعد پیر کو لوٹے۔ اس طرح امت موسوی روزوں کیلئے چالیس دن کی پابند ہے۔ ان میں صاحب تقویٰ لوگ ہر جمعرات اور پیر کا بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسلام نے بھی ان دنوں کے روزہ کو نفل قرار دیا ہے۔ چلۂ موسوی کا چالیسواں روزہ محرم کی دسویں تاریخ کو پڑتا تھا۔ اسکے لئے یوم عاشورہ کہلاتا تھا۔ یہودی کیلنڈر کے مطابق یہ دسواں دن ساتویں مہینے میں پڑتا تھا۔ مسلمان مکہ میں اس دن روزے رکھا کرتے تھے۔ بلکہ عہد جاہلیت میں تمام عرب دسویں محرم کو روزہ رکھا کرتے کیونکہ اس دن کعبہ کا غلاف بدلا جاتا تھا۔ مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو یوم عاشورہ کو یہودیوں نے بھی روزہ رکھا۔ ان کا یہ روزہ ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا تھا دریافت پر معلوم ہوا کہ اس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح دی تھی لہٰذا اس کی تعظیم میں روزہ رکھا جاتا ہے یہ سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان نویں محرم کو بھی روزہ رکھیں تاکہ ان میں اور یہودیوں میں امتیاز ہو۔ یہودی جو دین کے احکام بدلنے میں مشہور ہیں، اپنے پر سے چالیس دن کے روزے کی پابندی ہٹالی اس کے بجائے چوبیس گھنٹے کا روزہ رکھنے لگے یہ روزہ فرعون سے نجات پانے کی یادگار میں بطور کفارہ رکھتے ہیں۔ افطار کے وقت جو کھالیں سو کھالیں پھر کچھ نہیں کھا سکتے۔ اس وقت ان کا روزہ شروع ہو جاتا ہے۔ ان سے ممیز کرنے کیلئے اسلام میں سحری کھانا سنت قرار دیا گیا۔ یہودیوں میں روزہ سوگ کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ روزے شمسی حساب سے رکھے

marfat.com

ماہ مارچ کے پروگرام

یکم مارچ جمعۃ المبارک مرکزی محفل K.M.C کوارٹرز نمبر ، نزد تھانہ راجہ مینشن
۲ مارچ ہفتہ — محترم صوفی عبدالحمید گھانچی جماعت خانہ گھانچی پاڑہ
۳ مارچ اتوار — محترم محمد اکرم — مارٹن کوارٹرز تین ہٹی
۴ مارچ پیر — محترم محمد ہاشم گھانچی اللہ ہُو منزل جناح آباد ۲
۵ مارچ منگل روانگی برائے عرس پاک کراچی تا موہری شریف ۔ انشاء اللہ العزیز کراچی میں محافل کا آغاز ۱۹ اپریل ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک مرکز K.M.C کوارٹرز نمبر ، سے باقاعدگی سے شروع ہوگا ۔

تمام احباب نوٹ فرمالیں ۔ رمضان المبارک میں جن دوستوں نے حضرت محمدؐ اسلام لودھی خلیفہ مجاز کراچی سے ملاقات کرنی ہو وہ آستانہ عالیہ معصومیہ ۱/۲۱۴ F مارٹن کوارٹرز کراچی ۱۲ بجے دوپہر سے شام چار بجے تک تشریف لادیں ۔

جاتے تھے اگر یہ ایک مرتبہ کسی تکلیف دہ موسم میں معین ہو جاتے تو بس ہمیشہ اسی موسم میں آتے ۔ اسلام نے اس معاملہ میں قمری حساب کو پیش نظر رکھا جس سے روزے ہر موسم میں آتے رہتے ہیں

انبیاء بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں ان پر کتاب مقدس انجیل کا نزول ہوا ۔ حضرت عیسٰی ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن کھاتے پیتے تھے ۔ ایک روایت کے مطابق عیسائی ابتدائی زمانے میں چھ ہفتے روزہ رکھتے تھے لیکن اتوار کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے اس طرح وہ ۴۲ دن روزہ رکھتے تھے اور یہ روزہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی صحرا میں پناہ گزینی کے زمانہ کی یادگار تھے ۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے پیروکاروں کیلئے بھی رمضان کے تیس روزے فرض تھے مگر ان کو سخت سردی کے روزے گراں گزرتے تو فیصلہ کیا کہ موسم بہار میں ۳۰ کے بجائے ۵۰ روزے رکھا کریں ۔ بعض راہب دو دو ، تین تین دن کے روزے کے قائل ہیں ۔ اب عیسائی روزے میں بھوک پیاس کی پابندی کے قائل نہیں ہیں ۔ پوپ نے انہیں کھانے کی اجازت دے کر یہ حکم دیا ہے کہ روزہ صرف خیالات کی حد تک رکھو ۔ انجیل مرقس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت دانیال ، حضرت یحیٰی اور ان کے پیروکار بھی روزہ رکھا کرتے تھے ۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا روزہ سخت رسمی ہوتا تھا ۔ وہ اپنے کفارہ یا توبہ یا اس سے بھی محدود مقاصد کیلئے رکھا کرتے تھے ۔

قدیم وقتوں میں روزہ یا تو ماتم کی علامت کے طور پر رکھا جاتا تھا یا پھر جب کوئی خطرہ لاحق ہوتا تھا ۔ راہب لوگ اپنے اندر قبول الہام کی صلاحیت پیدا کرنے کی غرض سے بھی روزہ رکھا کرتے تھے ۔ (جیوش انسکلوپیڈیا)

دوسرے مذاہب اور اقوام میں چینیوں کا ایک روزہ سات دن کا ہوتا تھا ۔ یونانیوں میں روزہ صرف عورت کیلئے تھا ۔ مرد پر کوئی پابندی نہیں تھی ۔ آتش پرستوں (پارسیوں) میں روزہ کی ذمہ داری صرف پیشوائے مذہب یعنی دستور پر عائد ہوتی ہے ۔ عوام اس کے پابند نہیں ہیں ۔ ہندو مت میں برت یعنی روزہ صرف برہمنوں کیلئے ہے ۔ ویشی ، کھتری اور شودر کو اس سے کوئی غرض نہیں اسکے علاوہ ان کے برت میں رقیق چیز یعنی شربت اور پھلوں کا رس پینے کی اجازت ہے صرف ثقیل غذا یعنی روٹی ، چاول نہیں کھا سکتے ۔ ان کی عورتیں سال میں ایک بار اپنے شوہر کی درازیٔ عمر کا برت ، "پورن ماشی" رکھتی ہیں ۔ پورے چاند کو جو دیر سے نکلتا ہے ۔ دیکھ کر برت توڑتی ہیں ۔ چینیوں کے یہاں ایک روزہ چند ہفتوں کا ہوتا تھا ۔ بدھ مت کے بانی مہاتما بدھ وہ پہلی تاریخی شخصیت ہیں جنہوں نے پانچ سو سال قبل مسیح میں ہی ترک طعام اور ترک لذات کا درس دیا تھا انہوں نے برس ہا برس تک متواتر کھانے پینے اور دوسری لذات کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا ۔ ان مذاہب اور اقوام کے برخلاف اسلام میں روزہ اعتدال کی حالت پر ہے اس میں یہودیوں کی طرح ۲۴ گھنٹے کے فاقہ کی مشقت ہے اور نہ ہندوؤں کی طرح رس اور پانی پینے کی چھوٹ ۔ سحر سے لے کر غروب آفتاب تک ایسی سخت پابندی کہ جائزہ اشیا بھی بمنزلہ حرام اور بعد مغرب سے صبح صادق تک حلال چیزوں کے استعمال کی آزادی ۔ دیگر اقوام کی بہ نسبت عرب روزہ کے بہت کم خوگر تھے ۔ اس لئے اسلام نے بتدریج عربی مسلمانوں کو روزوں کا خوگر بنایا ۔ مکی زندگی میں مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی پیروی میں ایام بیض کے تین روزے رکھتے ۔ یوم عاشورہ کا روزہ ، غلاف کعبہ کے بدلنے کی خوشی میں تمام عرب رکھتے ۔ ہجرت کے بعد دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کا روزہ بھی رکھا گیا ۔ یہ تمام نفلی روزے تھے ۔

سنہ ۲ ہجری اہل اسلام کی زندگی میں بڑی اہمیت کا سال ہے ۔ اس میں ماہ رجب میں تحویل قبلہ کا حکم آیا ۔ مسلمان بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنے لگے ۔ ایک ماہ بعد شعبان میں روزے فرض ہوئے ۔ اس سے پہلے رمضان کو حق و باطل کا پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا ۔ حالت جنگ میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ۔

سورۃ بقرہ کی ۱۸۳ ویں آیت میں باوجود قوت کے روزہ نہ رکھنے اور اس کے بدلہ فدیہ دینے کی رعایت دراصل عربوں کو بتدریج روزہ کی طرف مائل کرنے کی ایک شکل تھی ۔ کچھ عرصہ بعد یہ رعایت منسوخ کر دی گئی ۔ البتہ بوڑھے مرد ، اور ضعیف عورتوں کیلئے جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانے کی رعایت باقی رکھی گئی ۔ مریض ، حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت ، مسافر اور ضعیف لوگوں کیلئے حکم دیا گیا کہ بعد میں جب عذر باقی نہ رہے تو قضا کر لیں ۔

ابتداء میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو رات میں کھانے پینے اور بیویوں کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی ۔ جو شخص افطار سے پہلے سو جاتا تو دوسرے دن مغرب تک کچھ نہیں کھا سکتا تھا ۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افطار کے وقت کچھ کھانے

marfat.com

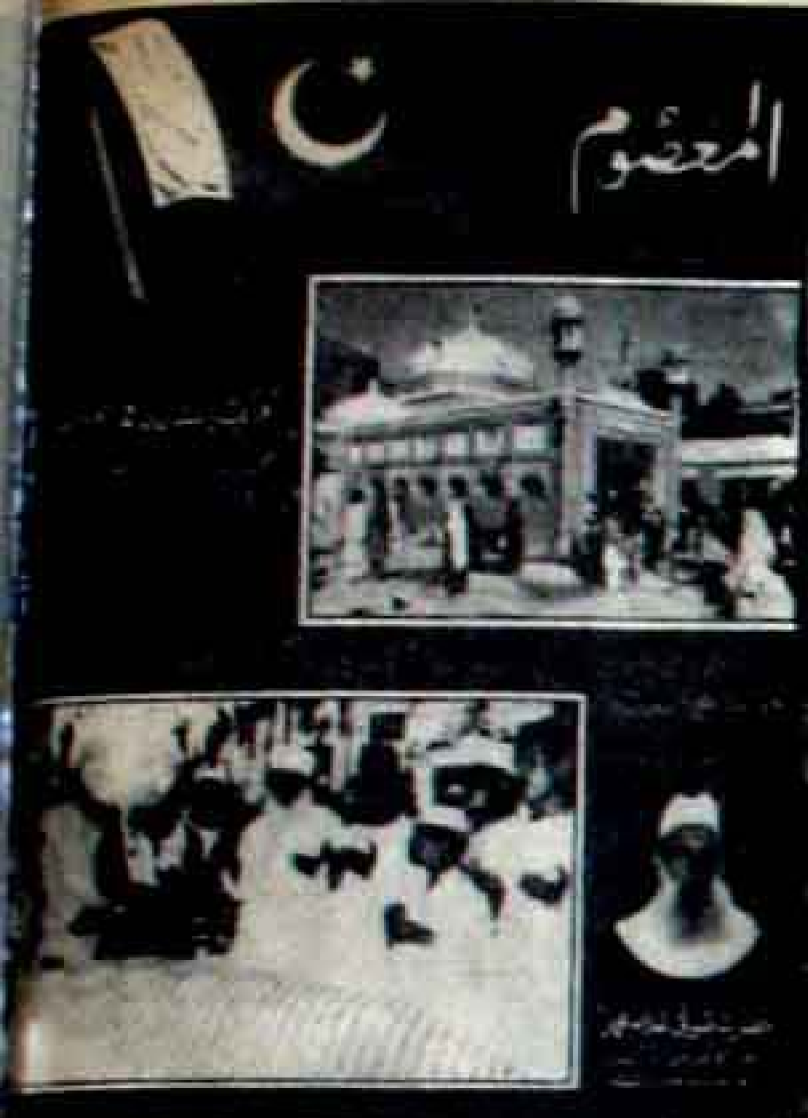

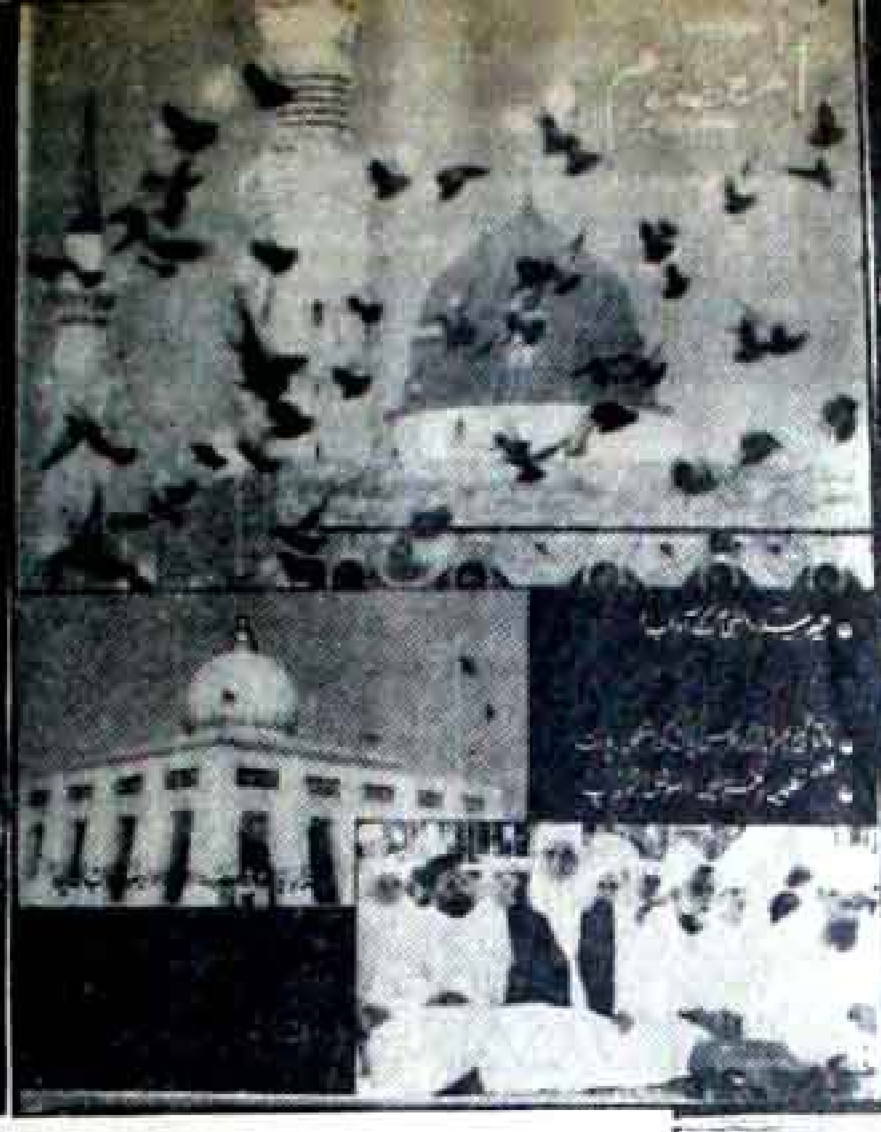

بفیضانِ کرم خواجۂ خواجگان، عالمی مبلغ اسلام، تاجدارِ تصوف،
حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی،

اور

زیرِ سرپرستی حضرت صاحبزادہ الحاج محمد حفیظ الرحمٰن معصومی،
دربار عالیہ موہری شریف (کھاریاں)

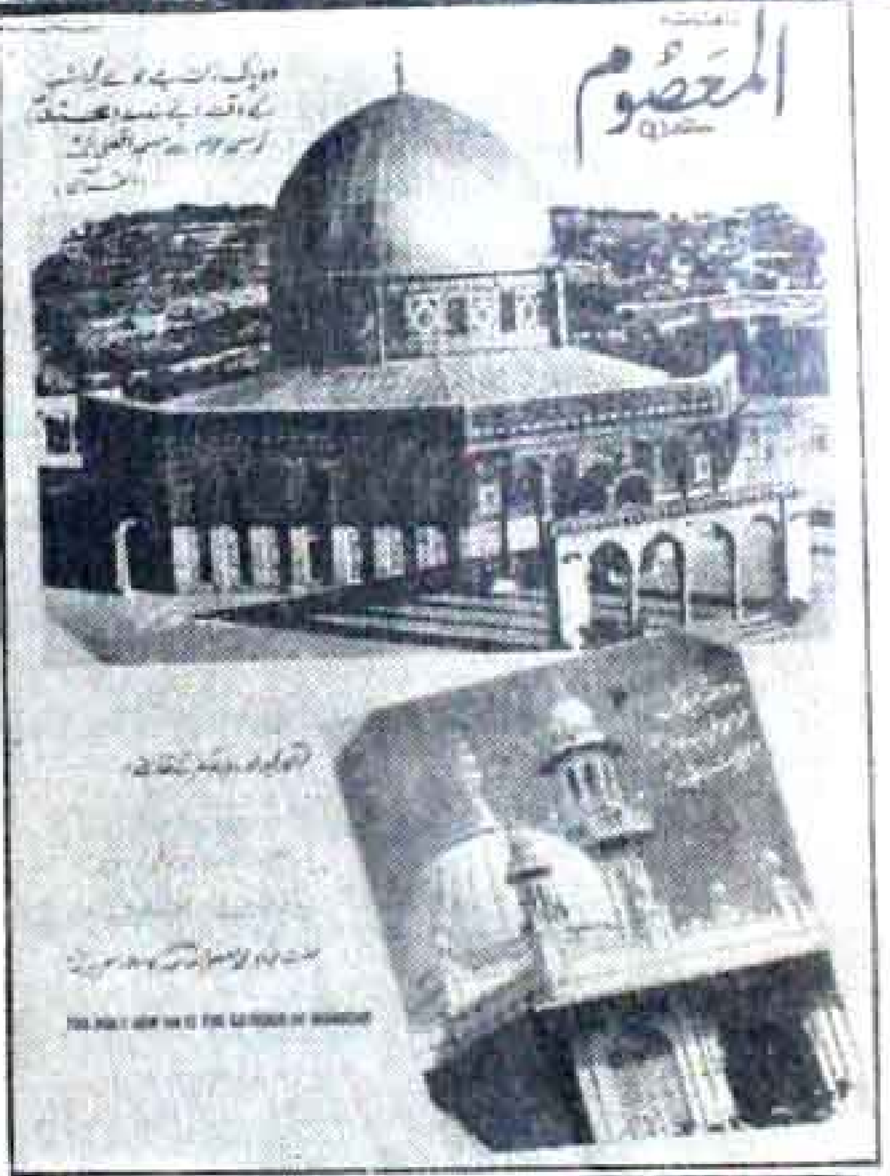

ماھنامہ المعصوم کراچی

ماشاء اللہ
جون ۱۹۹۰ء سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے،

دینی معلومات اور حضور خواجۂ خواجگان
کی مصروفیات و ارشادات اور دیگر معلومات
کے لیے ایک لاثانی جریدہ

سالانہ ۱۰۰/- روپے (پاکستان میں)

سالانہ خریداری کے لیے کارڈ پُر کر کے پوسٹ کر دیں،

آپ کے لیے معلومات کا ذریعہ اور آپ کے عزیز و اقارب کے لیے نادر تحفہ،

آپ اپنے کسی عزیز کو بھجوانا چاہیں تو ہمیں رقم بھجواتے ہوئے اپنے عزیز کا نام، پتا بھی لکھ دیجیے ہم پورا سال
آپ کے عزیز کو المعصوم بھجواتے رہیں گے اور انہیں مطلع بھی کریں گے کہ یہ تحفہ آپ نے جاری کروایا ہے،

ماھنامہ **المعصوم**، پوسٹ بکس نمبر ۵۸۶ کراچی ۷۴۲۰۰

marfat.com

کو نہیں ملا۔ ان کی بیوی کہیں سے کچھ مانگ کر دیر سے لوٹیں۔ وہ سو چکے تھے۔ اسی طرح دوسرا روزہ رکھا۔ دوسرے روز وہ نقاہت سے بے ہوش ہو گئے۔ اسی طرح نفسانی خواہش کے تحت بعض لوگوں سے رمضان کی راتوں میں غلطیاں ہو جاتی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم میں آسانی پیدا کر دی۔ سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۷ میں بیوی سے قربت اور سحر تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں وجہ امتیاز سحری ہے۔"

روزے فرض کیے جانے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ تم متقی بن جاؤ یعنی روزہ تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ کا مطلب ہے کسی شے کا ضرر سے اپنے تئیں بچانا کسی آفت سے ڈرنا جس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس سے بچنا۔ دہ اصطلاح میں برائی اور گناہ سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ حصول تقویٰ کے تین مراحل ہیں۔ ایک بار امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی سوال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ جواب میں انہوں نے کہا کیا آپ کا گزر کسی ایسی پگڈنڈی سے ہوا ہے جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں۔ فرمایا کئی بار۔ حضرت ابیؓ نے پوچھا اس رہگزر میں آپ کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اپنے کپڑوں کو خاروں سے بچاتا ہوا گزرتا ہوں۔ حضرت ابیؓ نے کہا دنیا کی آلودگیوں سے اس طرح بچتے بچاتے ہوئے گزر جانا کہ گناہ کا کوئی خار دامن میں الجھنے نہ پائے تقویٰ ہے۔ تقویٰ زندگی کی اصل شاہراہ ہے جو انسان کو غلط روی اور خطرات راہ سے بچا کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ!

"اور نہیں پیدا کیا جن اور انسانوں کو مگر عبادت کیلئے" اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد بجز عبادت کچھ اور نہیں۔ عبادت کا مقصد کیا ہے؟ سورہ بقرہ کی ۲۱ ویں آیت میں فرمایا گیا "اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو" (۲۔۲۱)

اس طرح تخلیق انسانی کا مقصد عبادت ہے اور عبادت کا مقصد تقویٰ۔ عبادت میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج شامل ہیں۔ ان سب کی بجا آوری سے انسان تقویٰ شعار ہو جاتا ہے۔ نماز منکر اور فحش سے بچاتی ہے۔ ان سے بچنا راہ تقویٰ پر گامزن ہونا ہے، روزہ کا تو مقصد ہی متقی بنانا ہے۔

اسلامی نظام

عبادت تین طریقہ سے یہ غذا فراہم کرتا ہے۔ (۱) تربیت (۲) تقویٰ اور (۳) تزکیہ نفس۔

پنج وقتہ نماز کے ذریعہ تربیت دی جاتی ہے اس تعلیم سے ۲۴ گھنٹوں میں انسان تھوڑے تھوڑے وقفے سے راہ تقویٰ پر چلنے کی طرف مائل رہتا ہے یہ تعلیم و تربیت کا عام نصاب ہے۔

روزہ کا نظام تربیت تقویٰ کیلئے مخصوص نصاب ہے۔ روزہ صبر سکھاتا ہے اور قرآن کہتا ہے!

(۱) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ (۳۔۱۴۶) (آل عمران)

صبر کو پاکر انسان تزکیہ نفس کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ ہر عبادت کی کوئی نہ کوئی ظاہری شکل و صورت ہے۔ مگر روزہ کی کوئی ظاہری صورت نہیں۔ روزہ صرف اللہ اور بندہ کا معاملہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کی میں ہی جزا ہوں" دوسرے الفاظ میں اس کی جزا .... اللہ کا قرب اور خوشنودی ہے۔

یہی وہ مقام بلند، نصب العین اور مقصود حیات ہے جس کی نشان دہی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر کعبۃ اللہ کے دروازے سے ٹیک لگا کر فرمائی تھی جو سورہ احزاب کی آیت تھی۔

"جو صاحب تقویٰ ہے وہ اللہ کی نظر میں محبوب ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی حضور میرا جی شوق ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں سمجھ سکوں۔ آپ مجھے جانوروں کی بولیاں سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا یہ شوق اچھا نہیں ہے اسے رہنے دو کوئی اور شوق بیان کرو۔ وہ کہنے لگا حضور میرا ایک ہی شوق ہے آپ اسے پورا کر دیجئے اس میں آپ کا کوئی نقصان بھی نہیں۔ یہ شخص ضد کرنے لگا تو موسیٰ علیہ السلام نے خدائے رب العزت سے عرض کیا کہ بندہ جانوروں کی بولیاں سیکھنا چاہتا ہے تو حکم ربانی ہوا کہ اس کا شوق پورا کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو جانوروں کی بولیاں سکھا دیں۔

اس شخص نے ایک کتا اور مرغا پال رکھا تھا ایک دن کھانا کھانے کے بعد اسکی خادمہ نے دسترخوان جھاڑا تو روٹی کا ایک ٹکڑا گرا اس پر مرغا اور کتا دونوں لپکے مگر ٹکڑا مرغا کھا گیا۔ کتا کہنے لگا یار تمہارا کام تو دانہ دنکا چگنا ہے یہ ٹکڑا مجھے کھانے دیتے میں صبح سے بھوکا ہوں اس پر مرغے نے کہا گھبراؤ نہیں کل ہمارے مالک کا بیل مرنے والا ہے تم خوب جی بھر کر اس کا گوشت کھانا۔ ان کی یہ گفتگو مالک بھی سن رہا تھا جس نے فوراً ہی بیل بیچ ڈالا بیل نے تو مرنا تھا مر گیا مگر نقصان خریدار کا ہوا۔ یہ صاحب تو صاف صاف بچ گئے دوسرے دن کتے نے مرغ سے کہا، تم تو بڑے جھوٹے ہو خوامخواہ مجھے آسرے میں رکھا بیل تو غائب ہے جسکا گوشت میں نے کھانا ہے۔ مرغے نے کہا میں جھوٹا نہیں ہوں ہمارے مالک نے نقصان سے بچنے کے لئے بیل بیچ ڈالا اور اپنی بلا دوسروں کے سر پر ڈال دی مگر تم فکر نہ کرو کل ہمارے مالک کا گھوڑا مرنے والا ہے اب تم اطمینان سے گوشت کھانا۔ مالک ابھی باتیں تو ضرور سنتا تھا اس لئے اس نے گھوڑا بھی بیچ دیا مالک بہت خوش تھا کہ بولیاں سیکھ لیں تو ڈبل نقصان سے بچ گیا مگر اسے خبر نہ تھی کل کیا ہونے والا ہے تیسرے دن کتے نے مرغے سے پھر شکایت کی تو مرغا بولا ہمارا مالک تو بہت ہی احمق ہے جو اپنی آئی دوسروں پر ڈال دیتا ہے بیل اور گھوڑا خریداروں کے گھر جا کر مرے اگر یہاں مرتے تو مالک کی جان کا فدیہ بن جاتے مگر مالک نے انکو بیچ کر اچھا نہیں کیا۔ اب کل ہمارا مالک خود ہی مر جائے گا اس کے مرنے پر جو کھانے پکیں گے اس سے تمہیں بہت کچھ ملے گا اب تم بالکل تسلی رکھو اس شخص نے جب اپنے بارے میں سنا تو اسکے ہوش اڑ گئے اور پریشان ہو گیا اسی پریشانی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا حضور میری غلطی معاف کر دیجئے اور مجھے موت سے بچا لیجئے میں ہر قسم کی توبہ کرتا ہوں مگر آپؑ نے فرمایا نادان میں اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا آئی قضا ٹل نہ سکے گی۔ مجھے اس بات کا اسی دن علم تھا مگر تم ضد کر رہے تھے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور دوسرے دن وہ شخص مر گیا۔

خلاصہ یہ مال و دولت پر اگر کوئی آفت نازل ہو اور کسی قسم کا نقصان ہو تو انسان کو غم و شکوہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی جان کا فدیہ سمجھ کر اللہ کا شکر ہی ادا کرنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے جو ہوا اسی میں ہماری بہتری ہے۔

مرسلہ: محمد زاہد قریشی

marfat.com

ذکرِ الٰہی، قرآن وحدیث کی روشنی میں

انتہائی محبت سے زیرِ لب ہر وقت "اللہ ھو اللہ ھو" پکارتے رہنا چاہیے، اس میں انسان کی تمام تر فلاح ہے۔

"وہ لوگ جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کو ہر وقت یاد کرتے اور یاد رکھتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور بستروں میں لیٹے ہوئے"۔ (آل عمران۔ ۱۹۱)

"اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو" (الاحزاب ۴۱۔۴۲)

"اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کیلئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب ۔۳۵)

"اور اپنے رب کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو" (آل عمران ۴۱)

"ایمان دار بندوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان ہوتا ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"۔ (الرعد ۔ ۲۸)

اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ العنکبوت ۴۵

اور جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (الجمعہ ۱۱)

ذکر کے انہیں فضائل کی وجہ سے ذکر کے لئے شرائط عائد نہیں کی گئیں بلکہ ہر حالت میں ذکر کرنے کی اجازت ہے۔ الفتوحات الربانیہ میں ہے۔

تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ زبان اور دل سے ذکر کرنا محدث (بے وضو) جنبی (جس کو غسل کی حاجت ہو) حائضہ اور نفاس والی عورت سب کے لئے جائز ہے اور ذکر تسبیح، تحمید، تکبیر (یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر) درود شریف اور دعا کے انداز میں بھی جائز ہے۔

جو آدمی اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو آدمی اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ہے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے یعنی اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ مردہ کے مثال ہے (بخاری کتاب الدعوات ۲۔۹۴۸ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۵ھ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو کچھ کھایا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کے باغات کیا ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" ذکر کے حلقے" (جامع ترمذی کتاب الدعوات ۔ ۵۵ مطبوعہ نور محمد کراچی)

میں اپنے بندوں کے گمان کے پاس رہتا ہوں. (یعنی وہ میرے بارے میں جیسا گمان کرے گا مجھے ویسا ہی پائے گا) جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ رہتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجمع میں مجھے یاد کرے تو میں اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آجاتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں ایک باع (ایک پیمانہ) اس کے قریب ہو جاتا ہوں اگر وہ چل کر میرے قریب آتا ہے تو میں ایک باع (ایک پیمانہ) اس کے قریب ہو جاتا ہوں اگر وہ چل کر میرے قریب آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے قریب جاتا ہوں. (مختصر صحیح مسلم کتاب الذکر ۔۲۔ ۲۵۹ مطبوعہ کویت ۱۳۸۸ھ مسلم شریف)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے (یعنی مانگنے کا موقع ہی کثرت ذکر کے سبب نہ ملے) تو میں اسے مانگنے والوں سے بہتر دوں گا (مکاشفۃ القلوب..... امام غزالیؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ آپ کے صحابہ کرامؓ کا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سے مقامات پہ ان کی تعریف اور توصیف بیان کی گئی ہے اور ان کے مرتبہ کا تذکرہ ہے لیکن ان کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی گئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت انہیں (ایک لمحہ کے لئے بھی) اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ (القرآن سورۃ النور ۳۷)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی قوم کسی جگہ بیٹھے اور اللہ عزوجل کو یاد کرتی ہو تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے پاس یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں کے پاس)

اللہ تعالیٰ کی یاد تمام عبادات کا خلاصہ ہے اور ان کی روح ہے کیونکہ نماز اسلام کا ستون ہے لیکن مقصد تو اس سے بھی ذکر الٰہی ہے اور قرآن کی تلاوت تمام عبادات سے اس لئے افضل ہے. کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کی یاد دلاتا ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ حق تعالیٰ کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ کا مقصود شہوات و خواہشات کا قلع قمع ہے۔ انسانی دل جب شہوات و خواہشات سے نجات پاتا ہے تو اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ اللہ کا مستقر بن جاتا ہے کیونکہ جب تک اس میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوگا اس وقت تک اس سے یادِ الٰہی ناممکن ہے اور ذکر مؤثر بھی نہیں ہوتا اور حج تام ہے اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا اور اس سے مقصد صاحب خانہ کی یاد اور اس کی ملاقات کا شوق ہوتا ہے تو ذکر تمام عبادات کا خلاصہ ہوا بلکہ اسلام کی جڑ اور بنیاد کلمہ طیبہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور تمام عبادات اسی ذکر کی تاکید اور اس جذبہ کو مستحکم کرنے والی

marfat.com

ہیں اور انسانی ذکر کا ثمرہ یہ سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو یاد کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثمرہ ہو سکتا ہے ارشاد باری ہے "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" (البقرہ ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کرتے رہنا چاہئے اور اگر ایسا نہ ہو تو اکثر اوقات تو بہرحال یاد کرتے رہنا چاہئے کیونکہ انسان کی فلاح اس سے وابستہ ہے ۔ (اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو) (الجمعہ ۱۰)

آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا ابھی ذکر ہوا ہمیں نہ صرف ذکر کی اہمیت بتاتی ہیں بلکہ خود انسان کے اپنے لئے ذکر کی برکات اور اس میں انسان کی فلاح کی نشاندہی کرتی ہیں۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ ذکر و فکر کی تلقین کی گئی ہے بالکل سادہ سے انداز سے سوچئے کہ ذکر و فکر کرنے کی صورت کیا ہو ؟ غور کرنے (یعنی فکر کرنے) سے اندازہ ہوگا کہ ذکر بہرحال زبان سے اور فکر دل سے ہی کی جا سکتی ہے ۔ آپ کسی بھی مسئلہ میں ہوں کسی کی بھی یاد میں ہوں جب توجہ کریں گے تو آپ اپنے آپ کو اس مسئلہ یا اس یاد میں دل سے اپنے آپ کو متفکر پائیں گے اور جب اظہار کریں گے تو زبان سے گویا اس یاد

ذکرِ الٰہی کرنے والے زِندہ اور

نہ کرنیوالے مردہ انسانوں کی مانند

ہیں ۔

کا ذکر کریں گے ۔ گویا ذکر جہاں دل کی گہرائیوں سے کریں گے وہاں فکر کریں گے اور یاد آپ زبان سے بصورت ذکر ہی کریں گے ۔

ہدایات قرآنی کے مطابق ہمہ وقت یادِ الٰہی قائم رکھنے کے لئے تزکیہ ضروری ہے جس کے لئے تلاوت آیات کی جاتی ہیں ۔

اس واحد عظیم ترین قادر کل ذات کی تمام تر صفات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہر وقت اس کا ذکر کرنے کے لئے اس کی معرفت کا ہونا ضروری ہے ۔ ورنہ حق ادا نہ ہو سکے گا ۔ ہم اپنے ذہن کی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کر کے بھی اس کی ذات، قوت اور وسعت کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں ۔ بجز کہ "رب العالمین" کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں ۔ یہ کرم ہے ہم پر اس کا کہ یہ علم بھی اس نے خود ہی سکھا دیا کہ اس کی صفات کیا کیا ہیں اور اپنے صفاتی ناموں کی ہمیں پہچان دی اور اپنا ذاتی نام بھی بتایا ۔ "اللہ" اس عزوجل کا اسم ذات ہے ۔ انتہائی محبت سے، زیر لب ہر وقت اس کو اس کے نام سے اللہ اللہ کہہ کر پکارتے رہنا چاہئے اس خیال کے ساتھ کہ وہ بھی ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے ۔ اس خیال کے ساتھ کہ جب ہم اسے پکارتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ہمارا ذکر کرتا ہے ۔ ہمہ وقت اس کی یاد کرتے رہیں تو پھر ہر سانس بندہ کی یادِ الٰہی میں رہتی ہے وجودِ انسانی تمام تر یادِ الٰہی بن جاتا ہے اور اسی میں انسان کی تمام تر فلاح ہے ۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور ذکر کرتے وقت بھی ایسے ذکر ہونا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی ساتھ قائم رہے تاکہ ذاکر کو شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاصل ہوتی رہے زبان سے کہے "اللہ ہو" "اللہ ہو" اللہ وہ ہی اللہ وہی گویا اشارہ ہو کہ اللہ وہی اللہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا، ہمیں سکھایا ۔

یوں رب العالمین کا ذکر اس تفصیل سے ہو کہ رحمت العالمین پہ ہزارہا درود و سلام بھی پیش کرتے رہیں ۔

اظہارِ تعزیت

۱۸ فروری بروز پیر حضرت صوفی مدار جان صاحب خلیفۂ مجاز دربار عالیہ موہری شریف آستانہ عالیہ نقشبندیہ ۔ مجددیہ ۔ معصومیہ ۔

مقیم آبادی انور خان بلوچ فیصل آباد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں ۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) ۔

حلقہ احباب کراچی و کارکنانِ ماہنامہ المعصوم کراچی خداوند قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں مقام خاص عطا فرمائے ۔ اور لواحقین ۔ متعلقین اور ان کے تمام مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) ۔

منجانب : ادارہ و حضرت صوفی محمد اسلام لودھی
خلیفۂ مجاز کراچی

فری آئی کیمپ
نگورا ئےلنؤد
فری آئی کیمپ
خوشخبری
پیر محل میں آنکھوں کے علاج و آپریشن کا فری کیمپ
۱۵ فروری تا ۱۵ مارچ ۱۹۹۱ء
فری آئی کیمپ بمقام المعصوم ہسپتال

marfat.com

بیعت

ہونا سنتِ صحابہؓ ہے

ناصر الدین

بیعت کے لغوی معنی "عہد و پیمان" کے ہیں اور شریعت اسلامی میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ عہد کیا جائے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہٗ کے تمام احکامات کو دل و زبان سے قبول کر کے عمل کریں گے۔

"بیعت" عام طور سے تین طرح سے کی جاتی رہی ہے۔ قبول اسلام کیلئے، خلافت کیلئے اور تجدید ایمان کیلئے۔ انبیا و رسل اور صحابہ اکرام کا زمانہ تو ختم ہو چکا ہے لہٰذا قبول اسلام اور تجدید ایمان کیلئے کسی بزرگ سے بیعت کرنی ہوگی۔

تاریخ اسلام اور احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام اور تجدید ایمان کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیعت کی اور اسکے بعد خلافت پر بھی بیعت کی گئی اور بیعت لی گئی۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں "بیعت" کا ذکر کئی مقامات پر ہے مثلاً:۔

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر" (النساء پ۵ ع ۲) "بے شک جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیعت کی تو بے شک انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے (الفتح پ۲۶ ع ۱۱) تحقیق اللہ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے (سورۂ الفتح پ۲۶ غ ۱۲)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ قتل کریں گی اپنی اولاد کو اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (موضع ولادت) میں اٹھائیں اور تمہاری نافرمانی نیکی میں نہ کریں گی تو بیعت لو ان سے اور اللہ سے انکی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الممتحنہ پ۲۸ ع ۸)

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت جو ہدایت یافتہ ہیں"۔ (المشکوٰۃ)

(حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو تم ہدایت پاؤ گے۔

درج بالا آیات و احادیث سے تجدید ایمان کیلئے بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ اہمیت بیعت کا ذکر یوں ہے۔

"جسے اللہ ہدایت دے تو وہ ہدایت یافتہ ہے اور جو گمراہ ہے تو اسکا کوئی دوست رہنما نہ پاؤ گے۔ (سورۃ الکہف پ۱۵)

وہ ہدایت پہ ہے جسکو مرشد ملا
جسکا مرشد نہیں وہ بھٹکتا رہا

مولانا رومؒ اہمیت بیعت کا ذکر یوں کرتے ہیں

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اس دن ہم بلائیں ہر شخص کو اسکے پیشوا کے ساتھ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع ۸) اسی آیت مبارکہ کی تشریح میں حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "من لا امام لہ تا شیطن امامہ (جس کا کوئی پیشوا نہیں تو شیطان اسکا پیشوا ہے) اسی بات کو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ نے یوں بیان کیا ہے (جس کا کوئی پیر نہیں تو شیطان اسکا پیر ہے) (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

درج بالا حوالہ جات سے اہمیت بیعت واضح ہو جاتی ہے کہ شیطان کے چنگل سے بچکر صراط مستقیم پر چلنے کے لئے بیعت کرنی ضروری ہے۔

بیعت کرنا صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ اور اولیا اللہ رحمہم اللہ کا طریقہ ہے جو کہ بیعت کرنے کے بعد مقربین الٰہی ہو گئے۔ جیسا کہ تاریخ سے بھی ثابت ہے۔

جسطرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وغیرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیعت کرنے کے بعد بالترتیب صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، غنیؓ، اسد اللہؓ، امین الامت اور سیف اللہ ہو گئےؓ اسی طرح حضرت سید علی ہجویری، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ عنہ اولیاء اللہ سے بیعت کرنے کے بعد بالترتیب داتا گنج بخش، غوث الاعظم، ولی ہند، شیخ الشیوخ قطب الاولیاءؒ اور غوث العلمین ہو گئےؒ۔

بیعت کے یوں بے شمار فوائد ہیں لیکن جب مسلمان تسلیم و رضا کا پیکر بنکر مقرب الٰہی ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے:

اب سوال یہ ہے کہ بیعت کس سے کی جائے اور اولیاء اللہ کو کیسے پہچانا جائے؟ تاکہ انکے بیعت کر کے دین و دنیا اور عقبیٰ سنور جائے۔

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی راہ میں وسیلہ ڈھونڈو اور کوشش کرو اسکی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ المائدہ پ۶ آیت ۳۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم دیا ہے اور جو اس کی راہ میں کوشش کرے گا تو اسے یہ خوشخبری دیدی کہ "اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی تو ہم ضرور انہیں اپنی ہدایت کی راہیں دکھا دیں گے

لہٰذا ڈھونڈنا ہمارا کام اور راہ دکھانا اللہ کا کام ہے تو جسکے بارے میں یہ پتہ چلے کہ فلاں ولی کامل ہے تو اس سے ملاقات کر کے اسے شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت

marfat.com

بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی زندگی میں چار سو (۴۰۰) پیروں کے پاس گیا لیکن صرف ساٹھ (۶۰) کو قابل اقتدا پایا۔ یعنی تیسری صدی ہجری کے زمانے میں پیروں کا یہ تناسب تھا تو اب اس پندرہویں صدی میں یہ تناسب انتہائی کم ہوگا۔ لیکن صحیح پیروں کو جانچنا بھی آسان کام نہیں ہے لہٰذا حقیقی پیروں کی چند خصوصیات بیان کی جاتی ہیں تاکہ ان شرائط و خصوصیات کے حامل پیر سے بیعت کر کے سنت پر عمل کرتے صراط مستقیم پر چلا جا سکے۔

ترجمہ: اگر اسکے دوست ہیں تو صرف پرہیزگار

لوگ (سورۃ انفال پ ۹) "پرہیزگاری" کا معیار یہ ہے کہ وہ مستی مشتبہ امور سے بھی بچے اور عزیمت پر زیادہ عامل ہو۔

ہر شے جو اس (زمین) پر ہے فانی ہے اور آپ کے رب کی ذات باقی ہے جو جلالت و بزرگی والا ہے۔

جو پیر اس فانی دنیا سے اپنا دل ہٹا کر یاد الٰہی میں مستغرق رہے رضائے الٰہی کا طالب ہو، صحیح العقیدہ ہو یعنی فرقہ واریت سے مبرا ہو، اسکی صحبت میں اللہ یاد آجائے اور وہ "تخلقوا باخلاق اللہ" کی عملی تصویر ہو یعنی بلا تخصیص رنگ و نسل اور قوم و مذہب کے جو اللہ نے اسے دیا ہے سب کو بلا معاوضہ خلوص دل سے صرف اللہ کی رضا کیلئے دے تو وہ بیعت کرنے کے لائق ہے۔

حضرت غوث الاعظم پیر سید محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے "پیر کامل" کی چند صفات یوں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ اس میں دو صفات اللہ تعالیٰ کی ہوں یعنی ستار و غفار ہو۔

۲۔ دو صفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوں یعنی "شفیق و رفیق" ہو۔

۳۔ دو صفات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہوں یعنی "صادق و مصدق" ہو۔

۴۔ دو صفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہوں یعنی "امر و نہی" کا پابند ہو۔

۵۔ دو صفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہوں یعنی "عابد و غنی" ہو۔

۶۔ دو صفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہوں یعنی "عالم و شجاع" ہو۔

ان اوصاف کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیر جو لوگوں کے عیب چھپائے، زیادتی کرنے والوں کو بخش دے، شفقت سے پیش آئے۔ دکھ درد میں شریک ہو۔ ہمیشہ سچ بولے، سچائی کی تصدیق کرے۔ نیکی کا حکم دے، برائی سے منع کرے، ذکر الٰہی میں مشغول رہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ ہر مسئلہ کا عالمانہ حل قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرے، اور حق کی خاطر جان قربان کرنے سے دریغ نہ کرے تو وہ "پیر کامل" ہے۔

درج بالا اصول و شرائط اور خصوصیات کے علاوہ چند باتیں مزید وضاحت طلب ہیں کیونکہ بعض اولیاء اللہ مجاذیب بھی ہوتے ہیں جنکا انداز "ملامتیہ" ہوتا ہے لہٰذا وہ آسانی سے نہیں پہچانے جا سکتے۔ ایسے اولیاء اللہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی بیان فرمائی ہے کہ "میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انہیں میرے دوستوں کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا" (کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش رحؒ)

بعض اولیاء اللہ ریاکاری اور مخلوق کی بھیڑ سے بچنے کیلئے چند افعال ظاہری طور پر ایسے کرتے ہیں جو قابل ملامت ہوتے ہیں لیکن باطنی طور پر وہ شریعت کی روح کے مطابق ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے حضرت خضر علیہ السلام نے بعض افعال ظاہری طور پر خلاف شریعت کئے تھے۔ لیکن باطنی طور پر وہ اللہ کی مرضی کے مطابق تھے۔

اسی طرح غزوہ "بنو قریظہ" کا واقعہ مشہور ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ اکرامؓ سے فرمایا تھا کہ "عصر کی نماز بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نہ پڑھنا" تو بعض صحابہ نے راستے ہی میں عصر کا وقت ہو جانے پر نماز عصر پڑھ لی اور باقی صحابہ نے بنو قریظہ پہنچ کر عشاء کی نماز کے بعد عصر کی نماز پڑھی جب یہ مسئلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے کسی بھی فریق پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا (صحیح بخاری باب ۴۹۸)

اسی قسم کے اور بے شمار واقعات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ بعض صحابہؓ اور اولیاء اللہ نے ظاہری اقوال و افعال پر عمل کیا اور بعض نے انکے مفہوم کو سمجھ کر نیک نیتی سے اسکی روح پر عمل کیا لہٰذا دونوں فریقین کا عمل درست ہوا۔

اس لئے اگر کوئی شخص واقعی ولی اللہ ہے اور اسکے چند افعال عوام کی سمجھ میں نہ آئیں تو بے شک اس سے بیعت نہ کریں لیکن بلا دلیل شرعی اسکی شان میں گستاخی کر کے اپنی دنیا و عقبیٰ تو نہ بگاڑیں اور صرف ایسے پیر سے بیعت کریں جسکے اقوال و افعال قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔

یہاں یہ اور بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہر ولی اپنے مقام اور حال کے مطابق عمل کرتا ہے۔ کبھی وہ غیبت اور سکر کے عالم میں بھی ہوتا ہے۔ جب اس پر بیخودی طاری رہتی ہے لہٰذا ایسے وقت کے افعال و اقوال اسی کے ساتھ مخصوص ہوں گے اور ان کی اتباع عوام پر لازم نہیں۔

اس بات کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اولیاء اللہ دائرہ شریعت سے باہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام اولیاء اللہ اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ "جس چیز کو شریعت رد کر دے وہ مردود ہے اور اتباع شریعت ہر عاقل، بالغ اور مکلف مسلمان پر لازم ہے۔" لہٰذا طریقت حقیقت اور معرفت بھی شریعت کے ماتحت ہیں اور اس کی تکمیل کرنے والی ہیں۔

درج بالا تمام بحث و تمحیص سے وجوب بیعت، اہمیت بیعت، اقسام و فوائد بیعت اور اصول و شرائط اور خصوصیات مرشد بخوبی سامنے آجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو صحیح العقیدہ اور باعمل اولیاء اللہ کی صحبت سے فیضیاب کرے (آمین)

مکمل اطاعت ہے کامل کمال
جو اس سے پھرا تو پڑے گا وبال

marfat.com

یا اللہ جل جلالہٗ

چلو چلو دربار عالیہ موہری شریف چلو

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صاحب لولاک تاجدار مدینہ سید المرسلین سرور کائنات احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا

۵۳ واں سالانہ عرس مبارک

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بتاریخ: مارچ ۱۹۹۱ء

بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
۶	۷	۸	۹

زیر صدارت: روحانی پیشوا، پیر طریقت امیر شریعت شہباز طریقت، مجاہد ملت، شہنشاہ نقشبند، ثانی زریں زربخت، سلطان اولیاء، سرتاج الاصفیاء، تاجدار تصوف، عظیم مبلغ عالم اسلام، بانی ذکر بالجہر

خواجہ خواجگان حضرت الحاج خواجہ

محمد معصوم مدظلہ العالی صاحب

سجادہ نشین: دربار عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، معصومیہ، موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پاکستان فون: 2253 (05771 کوڈ گجرات)

ان شاء اللہ

۵ مارچ ۱۹۹۱ء بروز: منگل کراچی کینٹ سے خواجہ محمد معصوم ایکسپریس ۱۲ بجے دوپہر روانہ ہوگی!

زیر قیادت: حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی F-214/1 مارٹن کوارٹرز کراچی (تین ہٹی)

خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہری شریف کراچی

معلومات رابطہ کیلئے: محمد ہاشم گھانچی، اللہ ہو منزل، المعصوم پیپر کٹنگ، گلی نمبر ا، جناح آباد ۲ صدیق وہاب روڈ نزد آنکھوں کا ہسپتال کراچی۔ فون نمبر: 7734888

marfat.com

خطیبِ پاکستان حضرت علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ساتواں سالانہ عرسِ پاک

حضرت شفیع اوکاڑوی رحؒ کے مزار مبارک پر چادر پوشی و گل پاشی کی جا رہی ہے ۔

زیرِ صدارت

حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی صاحب

ثانی خطیب پاکستان ،

نہایت تزک و احتشام سے

جامع مسجد گلزار حبیب گلستان اوکاڑوی

کراچی میں منایا گیا جس میں ملک بھر کے نامور علمائے کرام ، مشائخ عظام و نعت خواں حضرات نے شرکت فرمائی ۔

اور حضرت خطیب پاکستان کی سوانح حیات و زندگی بھر کی مذہبی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور خراج تحسین پیش کیا ۔

حضرت خواجۂ خواجگان امیر شریعت شہباز طریقت ثانی زرین زر بخت سلطان الاولیاء

الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی ،

سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، معصومیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں (گجرات)

کی خصوصی ہدایت پر حلقۂ معصومی کراچی کے احباب و عقیدت مندان

حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ مجاز کراچی کی قیادت میں مزار مبارک حضرت خطیب پاکستان پہ ذکر الٰہی و کلمۂ طیبہ کی گونج میں گل پاشی کی اور چادر چڑھائی ۔ بعد میں دعائے بلندیٔ درجات حضرت خطیب پاکستان کی گئی ۔ شیخ القرآن مولانا حضرت علامہ غلام علی صاحب اوکاڑی بھی جلوہ افروز تھے ،

علمائے کرام کا تفصیلی بیان ہوا ، نعت خوانی و صلوٰۃ وسلام کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی اور یہ مبارک تقریب رات ایک بجے اختتام پذیر ہوئی ۔

marfat.com

حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف
تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

marfat.com

حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی

خلیفۂ مجاز دربارِ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ، موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

معین احمد صدیقی

ماہنامہ المعصوم نے اپنے قارئین کی فرمائش پر ہر ماہ ایک ..... شخصیت کا انٹرویو شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم محترم محمد اسلام خان لودھی، خلیفہ مجاز دربار عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، موہری شریف تحصیل کھاریاں (ضلع گجرات) کا انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔ آپ ماہنامہ المعصوم کے نگران بھی ہیں آپکی ولادت، ۱ جولائی ۱۹۲۷ء میں دہلی میں ہوئی اور ۱۹۴۰ء میں پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول قطب روڈ دہلی سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۵ء تک آپ فوج سے منسلک رہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہندوستان سے ہجرت کرکے ڈیرہ غازی خان پاکستان پہنچے اور ۱۹۴۸ء میں ڈیرہ غازی خان میں ہی اپنا کاروبار لودھی جنرل اسٹورز کے نام سے شروع کیا۔ اور کاروباری حلقہ میں نمایاں حیثیت حاصل کرلی۔ جس کی بناپر آپ کئی سماجی اداروں اور اپنے شہر کی کئی مختلف کاروباری انجمنوں کے صدر منتخب ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں اپنے ضلع میں ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۵ء تک چیمبر آف کامرس کے صدر بھی رہے۔

مارچ ۱۹۶۵ء کو سالانہ عرس پاکؒ کے موقع پر اپنے مخلص مہربان دوست جناب ڈاکٹر شبیر احمد صاحب (پروپرائٹرز پاکستان میڈیکل اسٹور صدر بازار ڈیرہ غازی خان) کی ترغیب و کوشش پر انکے ہمراہ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں (ضلع گجرات) گئے۔ وہاں محترم ڈاکٹر شبیر صاحب کے توسط سے حضور خواجہ خواجگان امیر شریعت شہباز طریقت حضور الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف کی بارگاہ میں شرف باریابی نصیب ہوا۔ دربار عالیہ موہری شریف کی بارگاہ میں شرف باریابی کے بعد آپ پر کیا بیتی یہ انہی کی زبانی سنیئے آپ فرماتے ہیں۔ جونہی خواجہ سرکار مدظلہ العالی کے چہرہ انور پر نظر پڑی دل نے فوری غلامی اختیار کرنے کا مطالبہ کیا اور محترم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ بندہ کو حضور کی غلامی میں داخل فرمائیں۔

حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے میری اس درخواست پر اور محترم ڈاکٹر شبیر صاحب کی استدعا پر اپنی غلامی میں داخل فرما کر احسان عظیم فرمایا۔

الحمدللہ مارچ ۱۹۶۵ء میں داخل حلقہ ہو کر غلامی کا شرف حاصل کیا اور دسمبر ۱۹۶۵ء میں حضور خواجہ خواجگان امیر شریعت شہباز طریقت شہنشاہ ولایت تاجدار موہری شریف نے غلامی کے نو ماہ بعد عرس مجددی کے موقع پر اس غلام کو اجازت خلافت سے نوازا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا "آج سے آپ میری انجمن کے چیئرمین ہیں لہذا بندہ نے واپس آکر چیمبر آف کامرس کی صدارت سمیت دیگر انجمنوں کی بھی صدارت سے دستبرداری اختیار کی اور اپنے مرشد پاک کے حکم کی تعمیل میں اپنے شہر کے کاروبار کو جو بفضل خدا پورے عروج پر تھا اپنے چھوٹے بھائی محمد الیاس خان لودھی کے حوالے کیا اور شہر سے بیس میل دور جہاں اپنی زرعی زمین تھی چلا گیا اور اپنے مرشد پاک کی خصوصی توجہ اور دعا کے صدقہ میں سات آٹھ سال اپنی زمینوں پر ہی رہائش پذیر رہا جہاں ماشاءاللہ کافی لوگ حلقہ معصومی میں داخل ہوتے رہے۔ حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کا سالانہ شجرہ مبارک بھی ہوتا رہا۔ اس کے بعد حضور نے حکم فرمایا کہ آپ اپنی رہائش اپنے مکان واقع بلاک ۹ ڈیرہ غازی خان میں اختیار کریں لہذا سرکار کے حکم پر شہر والے مکان میں آگیا۔ سرکار کے سالانہ سفر مبارک کے موقع پر بفضل خدا حضور کی آمد رہائش اور روانگی ایک عرصہ تک اسی غلام کے آستانے پر رہی ۱۹۷۶ء میں ڈیرہ غازی خان سے حضور کے حکم پر کراچی حاضر ہوا۔ ۱۹۸۷ء تک سروس کے ساتھ ساتھ طریقت کی بھی خدمت انجام دیتا رہا اور حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی خصوصی ہدایت اور حکم پر سروس چھوڑ کر ہمہ وقت سلسلہ عالیہ کی خدمات پر محترم حضرت صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو کراچی میں حضور خواجہ سرکار کے فرمان کے مطابق اس کار خیر پر مامور تھے۔ مگر کراچی

marfat.com

میں کام کرتے رہے ۔ اگست ۱۹۸۸ء اچانک بقضائے الٰہی صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ رحلت فرماگئے ۔

حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کراچی جلوہ افروز ہوئے ۔

صوفی صاحب کی نمازِ جنازہ سے پہلے تمام حلقۂ احباب کراچی کی موجودگی میں حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے کراچی میں اس خادم کو ڈیوٹی کے لئے منتخب فرماکر خصوصی اعزاز بخشا۔ بعدہ صوفی غلام محمدؒ صاحبؒ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور واپس دربار عالیہ موہری شریف تشریف لے گئے الحمدللہ حضور کی خصوصی نگاہ کرم اور توجہ کے صدقہ دوستوں کے تعاون اور ایثار و محبت اور خلوص کے آج کراچی میں جگہ جگہ حلقہ ذکر و ختم خواجگان کی محافل جاری ہیں ۔ حضور کی توجہ خاص کا صدقہ تین سال سے مسلسل کراچی سے ایک خصوصی اسپیشل ٹرین خواجہ محمد معصوم ایکسپریس عرس پاک کی تقریب میں شرکت کے لئے حلقۂ معصومی اور زائرین کو لیکر کراچی تا کھاریاں روانہ ہوتی ہے

علاوہ ازیں حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے کراچی کے دوستوں پر بالخصوص اور دنیا کے سنگیوں پر بالعموم یہ کرم فرمایا کہ دنیا بھر میں حلقۂ معصومی اور دوستوں کے لئے ایک بہترین جریدہ "ماہنامہ المعصوم" جس کی تجویز محترم محمد شفیع صاحب نے حلقۂ معصومی کے بہترین مفاد میں پیش ہی نہیں بلکہ اپنی طرف سے اس کی نشر و اشاعت کی تمام تر ذمہ داری دامے درمے سخنے قدمے اپنے ذمہ لی۔ حضور خواجہ سرکار نے ان کی اس مخلصانہ کوشش کو سراہتے ہوئے اسکی اشاعت کی اجازت بخشی۔ اور اس ناچیز کو اس ماہنامہ کا نگران مقرر فرمایا جو کہ بفضل خدا جون ۱۹۹۰ء سے باقاعدہ جاری و ساری ہے ۔

بفضل خدا اس خادم کو اپنے پیر و مرشد حضور خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی کے ہمراہ سالانہ سفر مبارک پورے پاکستان کا جو ہر سال تقریباً ۲½ ماہ ہوا کرتا ہے مسلسل پندرہ برس سے سفر میں ساتھ رہ کر خدمت کرنے کا شرف حاصل رہا اور اکثر و بیشتر حضور خواجہ سرکار دربار عالیہ طلب فرماتے ہیں اور اپنی خصوصی نگاہ کرم نوازی سے اس عاجز کو خدمت کا موقع فراہم فرماتے رہتے ہیں ۔ خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے بارہا اپنے اس ادنیٰ غلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ آپ میرے گھر کے فرد ہیں ۔ سبحان اللہ اس غلام کیلئے اس سے بڑی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے یہ میرے مرشد کریم کا خاص انعام ہے اور خصوصی نگاہ کرم ہے ۔ الحمدللہ اگست ۱۹۸۹ء میں اپنے پیر و مرشد کی غلامی میں ہندوستان کے شہر رام پور شریف، اجمیر شریف، پانی پت، قطب مہرولی دہلی، بستی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ جاکر تمام اکابرین کے مزارات کی حاضری کا شرف حاصل ہوا ۔ پندرہ روزہ اس روحانی وجدانی سفر مبارک میں اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ خداوند قدوس کا مجھ پر خاص انعام تھا۔

اگست ۱۹۹۰ء میں حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی اس سفر مبارک پر ہندوستان جانے واسطے تیار تھے مگر گوناگوں مصروفیات کی بنا پر اس مبارک سفر پر تشریف نہ لے جاسکے۔ اور سفر مبارک پر اپنے اس ادنے غلام کو حکم فرمایا کہ آپ دوستوں کے ہمراہ ہندوستان جائیں اور وہاں میری نمائندگی کریں ۔ لہٰذا حضور کے فرمان کے عین مطابق یہ عاجز دوستوں کے ہمراہ ہندوستان گیا اور وہاں جاکر اکابرین کے مزارات پر حاضری دی اور اپنے مرشد کریم کے حکم کی تعمیل کی ۔ دس روز بعد واپس پاکستان آگئے ۔ بفضل خدا اپنے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل پر کراچی میں آستانہ عالیہ معصومیہ ۱/۲۱۴۔ F مارٹن کوارٹرز مارٹن روڈ ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں دُعا فرمائیں کہ خداوند کریم استقامت عطا فرمائے اور اپنے مرشد کریم کی خوشنودی عنایت فرمادیں (آمین)

WITH COMPLIMENTS FROM

ELEKTRA SYSTEMS

ELECTRICAL ENGINEERS AND CONTRACTORS FOR ALL INDUSTRIAL AND COMMERCIAL ELECTRICAL INSTALLATIONS.

PACE ENGINEERS

AIRCONDITIONING AND MECHANICAL ENGINEERS FOR DESIGN AND INSTALLATION OF ALL HVAC SYSTEMS.

403-404 AMBER ESTATE EXT., A-32 K.C.H.S. OFF SHAHRAE FAISAL, KARACHI. TEL : 44 36 32

marfat.com

المعصوم ہسپتال میں فری آئی کیمپ

المعصوم ہسپتال پیر محل میں نوواں فری آئی کیمپ زیر سرپرستی اعلیٰ حضرت قیوم زمانی محبوب سبحانی الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف ۔ مورخہ ۱۵ فروری تا ۱۵ مارچ ۱۹۹۱ء تک لگایا جا رہا ہے ۔ جسمیں جملہ امراض چشم مثلاً سفید موتیا کالا موتیا ۔ ناخونہ ، پڑوال وغیرہ کے آپریشن و علاج پاکستان کے معروف سرجن و ڈاکٹرز مفت کریں گے ۔ مریضوں کو ادویات ۔ رہائش ، خوراک کے علاوہ عینکیں بھی مفت تقسیم کی جائینگی ۔ اس سے قبل بھی حضور خواجہ سرکار صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں آٹھ فری آئی کیمپ لگائے جا چکے ہیں ۔ جن کی کارکردگی کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

(۱) پہلا فری آئی کیمپ : ۱۵ فروری تا ۲۸ فروری ۱۹۸۷ء ۔
کل آپریشن ۵۰۸
آوٹ ڈور مریض ۴۶۲۱

(۲) دوسرا فری آئی کیمپ : ۱۵ ستمبر تا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۷ء ۔
کل آپریشن = ۶۲۷
آوٹ ڈور مریض = ۳۱۴۷

(۳) تیسرا فری آئی کیمپ = ۱۵ فروری تا ۲۸ فروری ۱۹۸۸ء ۔
کل آپریشن = ۸۴۰
آوٹ ڈور مریض = ۴۸۹۱

(۴) چوتھا فری آئی کیمپ = مورخہ ۱۵ ستمبر تا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء ۔
کل آپریشن = ۸۰۷
آوٹ ڈور مریض = ۷۰۰۰

(۵) پانچواں فری آئی کیمپ = ۱۵ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۸۹ء
کل آپریشن = ۹۲۲
آوٹ ڈور مریض = ۶۱۱۱

(۶) چھٹا فری آئی کیمپ = ۱۵ ستمبر تا ۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء ۔
کل آپریشن = ۱۱۷۶
آوٹ ڈور مریض = ۴۵۳۷

(۷) ساتواں فری آئی کیمپ ۱۵ ، فروری تا ۱۵ مارچ ۱۹۹۰ء ۔
کل آپریشن = ۱۰۲۸
آوٹ ڈور مریض = ۵۶۱۴

(۸) آٹھواں فری آئی کیمپ = ۱۵ ستمبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء ۔
کل آپریشن = ۱۹۲۶
آوٹ ڈور مریض = ۴۵۳۲

واضح رہے کہ صدقہ حضور خواجہ سرکار صاحب مدظلہ العالی آٹھ پیدائشی نابینا بچوں کے آپریشن بھی کیئے گئے ۔ جو کہ بالکل کامیاب ہوئے ۔ پاکستان کے ہر کونہ سے لوگ یہاں آتے ہیں ۔ اور اس فری آئی کیمپ سے استفادہ حاصل کرنے کے بعد دعائیں دیتے گھروں کو واپس جاتے ہیں ۔

المعصوم ہسپتال پیر محل میں اس کے علاوہ ماہانہ محفلِ پاک ہوتی ہے ۔ جسمیں ختم خواجگان حلقہ ذکر کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے معروف نعت خواں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں.

ڈاکٹر محمد اکرام مریض کا معائنہ کر رہے ہیں

ماہر امراضِ چشم ڈاکٹر محمد اکرام آپریشن کر رہے ہیں ۔

مقامی اسسٹنٹ کمشنر اور ڈاکٹر محمد اکرام کا مریضوں کے ساتھ گروپ فوٹو

marfat.com

مرکزی انجمن خواجگان چشت اہلِ بہشت کی تقریب تقسیم اعزازات و انعامات

ہمارا ادب و کلچر ہماری موسیقی و ثقافت ہماری تہذیب و تمدن ہماری تاریخ ہمارا لباس ہماری بود و باش ہمارا رویّہ اور ہمارا طرزِ زندگی ہمارا اہم ترین سرمایہ اور انمول ترین دولت ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں' میں نے عنوانات کے تحت جن شعبہ جات کا ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک شعبہ نہایت اہم ہے۔ ان شعبوں کی اہمیت و افادیت میں اپنی جہدِ مسلسل کے ذریعے وہ حضرات روز بروز مزید اضافہ فرما رہے ہیں۔ جو ان شعبوں سے کسی نہ کسی طور منسلک ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات احاطۂ تحریر میں لائی جا رہی ہے۔ کہ ان میں سے شاید ہی کسی شعبے کی سرکاری سرپرستی کی جا رہی ہو۔ بہرحال اس سرکاری ذمہ داری کو بھی دیگر ذمہ داریوں کی طرح ہمارے ملک کی ادبی اسلامی اور ثقافتی انجمنیں انجام دے رہی ہیں۔ انہی انجمنوں میں ایک انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ ذکر تنظیم کراچی میں موجود مرکزی انجمن خواجگان چشت اہلِ بہشت رجسٹرڈ ہے۔ جو متعدد اہم موقعوں پر مثالی اور بہترین پروگراموں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ سالانہ تقریبِ اعزازات و انعامات کا انعقاد کرتی ہے۔ اپنی اس قدیم سالانہ روایت کے تسلسل کو برقرار و جاری رکھتے ہوئے اس انجمن نے اس مرتبہ بھی مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی شخصیات کو اعزازات دینے کا اہتمام کیا۔ یہ تقریب اعزازات و انعامات عابدہ منزل یوسفیہ۔تاجیہ ناظم آباد کراچی کے وسیع و عریض تاجی ہال میں انعقاد پذیر ہوئی۔ اس تقریب اعزازات کا آغاز خدا و قدوس کے بابرکت اور نورانی کلام سے کیا گیا۔ بعد ازاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے گئے۔ تقسیم اعزازات و انعامات کی اس سنجیدہ و پُروقار تقریب کی صدارت سلسلہ تاجیہ کے معروف روحانی بزرگ حضرت پیر سید آفتاب کریم پاشا میاں تاجی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ مہمان خصوصی کا فریضہ دورِ حاضر کے ممتاز صوفی شاعر اور سلسلہ چشتیہ اور وارثیہ کے عظیم بزرگ حضرت الحاج سید عنبر شاہ وارثی مدظلہ' نے انجام دینا تھا۔ لیکن حضرت اپنی غیر معمولی مصروفیت و علالت کی بناء پر تقریب میں تشریف نہ لاسکے۔ یوں یہ مبارک فریضہ قابلِ ادب و احترام نوجوان بزرگ حضرت صاحبزادہ خواجہ دلبر شاہ وارثی مینائی مدظلہٗ نے انجام دیا۔ اس تقریب میں ایک مختصر محفلِ سماع کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی اس محفلِ سماع کے بعد تقسیم اعزازات کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ سب سے پہلے فنِ قوالی کی بیش بہا خدمات انجام دینے پر اوّل نشانِ سماع استاد فاروق احمد خان نظامی مرحوم کے لئے صدرِ تقریب کے دستِ مبارک خان صاحب مرحوم کے صاحبزادگان جناب رئیس اور خلیق نظامی کو عطا کیا گیا۔ جبکہ دوئم نشانِ سماع کلاسیکی موسیقی کے ممتاز ترین ماہر استاد واحد حسین خاں نیازی مرحوم کے صاحبزادے کو عطا کیا گیا۔ سوئم نشانِ سماع عوامی شہرت کے حامل انتہائی معروف قوال معین نیازی مرحوم کے لئے مختص کیا گیا تھا معین مرحوم کا ایوارڈ ان کے صاحبزادے غوث محمد نیازی نے وصول کیا۔ شعبۂ تحریر کے ضمن میں اول نشانِ تصوّف صوفیائے کرام کی تعلیمات و افکار کو اپنی بیشمار تحریروں کے ذریعے اُجاگر کرنے کی بے پناہ خدمات کے پیشِ نظر معروف اہلِ قلم حضرت صاحبزادہ صوفی جمیل احمد صدیقی جمالی مدظلہٗ کو پیش کیا گیا دوسرا نشانِ تصوّف محترم المقام الطاف مجاہد خاں صاحب کو بہترین صحافتی خدمات کے حوالے سے پیش کیا گیا۔ جبکہ سوئم نشان تصوف ماہنامہ المعصوم کراچی کے نگرانِ اعلیٰ حضرت قبلہ صوفی محمد اسلام خان لودھی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا جسے ان کی غیر موجودگی کے پیشِ نظر ان کے رفیق کار محترم جناب محمد زاہد قریشی نے وصول فرمایا۔ تیسرا شعبہ نعت رسول مقبولؐ کا تھا۔ اس میں پہلا نشانِ نعت" بزم ثنا خوانِ مصطفےٰؐ کے بانی و صدر جناب محمد اسلم سیال وارثی صاحب کو بہترین پروگرام آرگنائزر کے حوالے سے دیا گیا۔ جسے ان کی غیر موجودگی میں محمد یامین وارثی صاحب نے وصول کیا دوسرا اعزاز نشانِ نعت جناب محمد یامین وارثی کو ان کی خوبصورت نعتیہ شاعری اور نعتیہ کتب کے مرتب کرنے کے حوالے سے دیا گیا۔ تیسرا نشانِ نعت ممتاز نعت خواں جناب حاجی سلطان صلاح الدین کو ان کے بہترین اندازِ نعت خوانی کے صلے میں عطا کیا گیا۔ اس مقدس تقریب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں شہر کی انتہائی متحرک اور فعال انجمنوں کو بھی ان کی بہترین سالانہ کارکردگی کی بنیاد پر ایوارڈز سے نوازا گیا۔ اس سلسلے میں پہلا انعام "نشانِ عرس" کے عنوان سے "بزم عاشقانِ چشت النور کراچی" کو دیا گیا جسے انجمن کے صدر جناب عبدالستار خان چشتی اجمیری نے وصول کیا۔ دوم ایوارڈ نشانِ عرس ہی کے عنوان سے عرس کمیٹی "کوچۂ غریب نواز کراچی" کو دیا گیا۔ جسے انجمن کے جناب حبیب بھائی اور انور بھائی نے وصول کیا۔

دیگر اعزازات و اسناد مندرجہ ذیل حضرات کو تنظیمی امور کی انتہائی مخلصانہ انجام دہی کے ضمن میں دیئے گئے۔ اول نشانِ خدمت نقیب دربارِ محبوب الٰہیؒ کے جناب برکت اللہ نظامی دوم نشانِ خدمت جناب عبدالرزاق و اساولیجی جبکہ سوم نشانِ خدمت جناب عبدالرشید ملنگی دلبری صاحب کو عطا کیا گیا۔

کارگردگی کے حوالے بالترتیب اول دوم اور سوم اعزازات جناب محمد اکبر صاحب' جناب محمد رفیق نظامی اور نور محمد نظامی صاحب کو دیئے گئے۔ جبکہ سندِ امتیاز خدمت و کارکردگی جناب محمد سلیم نظامی' جناب اسلم نظامی' جناب عطا محمد نظامی' جناب عبدالقدیر ملنگی' جناب محمد عابد نظامی اور جناب محمد شفیع نظامی کو عطا کی گئیں۔ تقریب کی اس آخری کاروائی کے بعد تقریب کا اختتام صدرِ تقریب کی رقت انگیز دعاؤں پر ہوا۔ یہ ایک ایسی تقریب تھی جسے اہل دل اور اہل ذوق بہت عرصے تک یاد رکھیں گے۔

marfat.com

With Best

Compliments

From

CECL

Consumers Electric Corporation (Private) Ltd.

marfat.com

جہاں بھی ہو وہیں سے دو صدا سرکار ﷺ سنتے ہیں
سرِ آئینہ سنتے ہیں ، پسِ دیوار سنتے ہیں

محفلِ ذکر و ختمِ خواجگان

رپورٹ : محمّد زاھد معصومی قریشی

۲۴ فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ مجاز کراچی دربارِ عالیہ موہری شریف کی زیرِ قیادت ایک عظیم الشان محفلِ ذکر و ختمِ خواجگان صلوۃ وسلام بمقام آستانہ عالیہ معصومیہ ۲۱۴/۱ الیف مارٹن کوارٹرز کراچی میں منعقد ہوئی جس کے مہمانِ خصوصی اعلیٰ حضرت نجم الاصفیا الحاج خواجہ سید عنبر علی شاہ صاحب

مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف نے آپ کو خوش آمدید کہا اور مہمانانِ گرامی کو جلوس کی شکل میں اسٹیج تک لایا گیا۔

محفلِ پاک کے آغاز میں ختم خواجگان، شجرہ پاک پڑھا گیا اور ذکر بالجہر ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک حافظ محمد اسد نے کی۔ بعدازاں نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ صوفی افضل ملتانی

دیا۔ خطیب اعظم شیر شاہ شیخ الحدیث جناب عبدالخالق صاحب نے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ حاجی سلطان صلاح الدین نقشبندی نے بھی خوبصورت انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ حاجی غلام حسین گلشن قادری نے گجراتی میں نعت پڑھی۔ اس بارونق محفل پاک کے آخر میں آل پاکستان نعت خوانی کے پروگرام میں دوئم پوزیشن حاصل کرنے والے کم سن نعت خواں زاہد خاکی

وارثی چشتی اجمیری دامت برکاتہم اور فخرِ تاجِ ملت حضرت صاحبزادہ سید آفتاب کریم پاشا میاں یوسفی تاجی دامت برکاتہم العالیہ تھے۔ بعد نمازِ عشاء مہمانِ خصوصی جب اس مقدس محفل پاک میں تشریف لائے تو عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ سے حدِ نگاہ پُر پنڈال صدائے اللہ ہو و نعرۂ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھا۔ آپ کا پرجوش نعروں سے استقبال کیا گیا اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ پنڈال کو اللہ ہو کے بینروں اور برقی قمقموں سے انتہائی خوبصورتی سے مزین کیا گیا تھا۔ حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ

صاحب، محترم چیف سردار علی صاحب نے بارگاہِ رسالت مآب گلہائے عقیدت پیش کیے۔ روحانی و مقدس محفل پاک کے آغاز میں کمپیئرنگ کے فرائض صوفی محمد الطاف حسین معصومی انجام دے رہے تھے۔ بعدازاں راقم الحروف کی فرمائش پر جناب محمد یامین وارثی جو کہ ایک نعت گو شاعر بھی ہیں نے بقیہ کمپیئرنگ کی ذمہ داری سنبھالی۔ جناب عزیز الدین خاکی نے شیخ سعدی کا کلام شروع کیا اور حضرت سید عنبر علی شاہ وارثی صاحب دامت برکاتہم کا کلام انتہائی سحر انگیز انداز میں پڑھ کر حاضرین و سامعین کو مسحور کر

نے حضور پُر نور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کر کے سامعین کو مسحور و محظوظ کیا اور داد و تحسین حاصل کی۔ دوران نعت خوانی مہمانِ خصوصی برصغیر کے عظیم المرتبت نعت گو عاشق رسول شاعر اعلیٰ حضرت نجم الاصفیا الحاج

marfat.com

خواجہ سید عنبر علی شاہ وارثی صاحب چشتی اجمیری دامت برکاتہم نے بھی نعتیہ اشعار پڑھ کر حاضرین مجلس کے دلوں کو نورِ الٰہی سے منور کیا۔

قرآن کی ہر آیت و سورت دیکھی
اسلام کی تفسیر و حقیقت دیکھی
ایمان پر جب غور کیا عنبر نے
سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت دیکھی

بعدازاں بدست جناب عاشق رسول اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ عنبر علی شاہ وارثی چشتی مدظلہ العالیٰ نے حلقۂ معصومی کے درج ذیل احباب کو تبرکات سے نوازا۔

و حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفۂ مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف، کراچی
و محترم جناب محمد ہاشم گھانچی خادم دربارِ عالیہ موہری شریف،
و محترم جناب صوفی ادریس صاحب (کوہ مری والے)
و محترم جناب صوفی عبدالقدیر صاحب خلیفۂ مجاز نائب،
و محترم جناب محمد ایوب صاحب
و محترم جناب محمد شفیع صاحب مدیر ماہنامہ المعصوم کراچی
و محترم جناب معین احمد صدیقی، معاون مدیر ماہنامہ المعصوم کراچی
و عابد حسین صدیقی نائب مدیر ماہنامہ المعصوم کراچی
و محمد زاہد قریشی (راقم الحروف)
و محترم جناب صوفی شمس (لانڈھی)
و محترم جناب صوفی عبدالغفور صاحب

نعت خوانی کے بعد حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفۂ مجاز دربار عالیہ موہری شریف نے مہمانانِ گرامی قدر کو چادر کا تحفہ (جسے عام فہم میں تبرک کہا جاتا ہے) پیش کیا۔

سب سے پہلے مہمانِ خصوصی الحاج خواجہ سید عنبر علی شاہ وارثی چشتی دامت برکاتہم کو اپنے دستِ مبارک سے تبرک پیش کیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل مہمانانِ گرامی کو تبرکات سے نوازا۔

و انجمن خواجہ خواجگان چشت اہلِ بہشت کے صدر فخرِ تاج ملت سید آفتاب کریم پاشا جہاں یوسفی تاجی

و انجمن خواجگان چشت کے جنرل سیکرٹری حضرت صاحبزادہ دلبر شاہ وارثی
و صوفی جمیل احمد صدیقی جمالی
و انجمن خواجگان چشت اہل بہشت کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالرشید
و انجمن خواجگان چشت اہلِ بہشت کی

صوبائی عرس کمیٹی کے ناظم جناب محمد اکبر
و جناب عبدالرزاق واسا واڑی، سماجی کارکن،
و جناب عزیز الدین خاکی
و جناب غلام حسین گلشن قادری
و جناب یامین وارثی

*

"سنگیوں کے لیے اطلاع"

خواجۂ خواجگان الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالیٰ کے دورہ کراچی اور دیگر محافل پاک کی تصاویر موجود ہیں۔ البم دیکھ کر اپنی پسند کے سائز کی تصویریں بنوانے کے لیے تشریف لائیں،

المعصوم فوٹو سینٹر

"نزد پرانا گولیمار، منگھوپیر روڈ کراچی"

marfat.com

اجلاسِ لاہور 1940 کی مکمل کارروائی

پہلا دن

لاہور شہر کے بادشاہی مسجد کے عقب میں واقع منٹو پارک میں جمعہ ۲۲ر مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۷واں سالانہ اجلاس شروع ہوا۔ خصوصی طور پر تیار کردہ خوبصورت پنڈال مغلیہ عہد کی عظمت رفتہ کی یاد تازہ کررہا تھا بادشاہی مسجد کے بالمقابل شاہی قلعہ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک بڑا پنڈال جس میں ساٹھ ہزار سامعین کے بیٹھنے کی گنجائش تھی ایستادہ کیا گیا تھا۔ یہ پنڈال شہنشاہ جہانگیر اور نور جہاں کے مقبرہ سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب تھا۔ جبکہ اس کے مغرب میں مزید تین میل کے فاصلہ پر شاہ جہاں کا مشہور شالیمار باغ واقع ہے۔

مرکزی جلسہ گاہ تمام اطراف سے ہزاروں خیموں سے گھری ہوئی تھی جن میں پورے ہندوستان سے آئے ہوئے مندوبین قیام پذیر تھے۔ مقررہ وقت ڈھائی بجے سہ پہر سے پہلے ہی پنڈال مکمل طور پر بھر چکا تھا اور بڑی تعداد میں مجمع ان لاؤڈ اسپیکروں سے اجلاس کی کارروائی سننے پر مجبور تھا جو پنڈال کے باہر لگائے گئے تھے۔ پنڈال کے داخلہ کے مخصوص راستے پر لگائی گئی جھنڈیوں میں مسلم لیگ کا سبز پرچم نمایاں تھا۔ مختلف صوبائی یونٹوں کے مسلم نیشنل گارڈز کی یونیفارم کا رنگ بھی سبز تھا جنہوں نے اس بڑے اجتماع کا انتظام و انصرام کیا تھا۔

کچھ دیر تک اجتماع میں شاعروں اور غزل گو حضرات نے اپنا کلام سنایا جو قائد اعظم اور لیگ کی تعریف میں تھا جتنی لطیف تشبیہہ دی جاتی اتنا ہی مجمع کے جوش و خروش میں اضافہ ہوجاتا۔ قائد اعظم تقریباً دو بج کر ۲۵ منٹ پر تشریف لائے۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین نے آکر استقبال کیا اور نے نوازوں کی ایک ٹولی نے پنڈال کے مرکز میں بنے ہوئے پلیٹ فارم کی طرف ان کی رہنمائی کی اور دوسری جانب بمبئی صوبائی مسلم گارڈ کے خاکی یونیفارم اور نیلی کیپ میں ملبوس نوجوانوں کے دستہ نے مارچ پاسٹ شروع کیا۔ یہ عظیم اجتماع اسی لمحہ کا منتظر تھا چنانچہ ایک لاکھ ناظرین نے ایک زبان ہو کر گونج دار آواز میں قائد اعظم زندہ باد کے نعرہ ہائے تحسین بلند کئے۔

تلاوت قرآن کے بعد بہت سی نظمیں جن میں میاں بشیر احمد کی نظم بھی شامل تھی (ملت کا پاسبان ہے محمد علی جناح) پڑھی گئیں۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین نواب سرشاہ نواز خان آف ممدوٹ نے خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ مندوبین کو خوش آمدید کہتے ہوئے سرشاہ نواز خان نے فرمایا۔

مسلم لیگ جس نے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کا اس مصیبت سے تحفظ کیا جس نے ان کے وجود کو خطرہ میں ڈال دیا تھا اس کا یہ کارنمایاں ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ کا ایک اور روشن باب رہے گا۔ آج کل آل انڈیا مسلم لیگ ان خطوط پر کام کررہی ہے جس سے وہ نہ صرف مسلمانوں کی قومی زندگی اور آزادی کو یقینی بنائے بلکہ دوسری اقلیتوں کو بھی تحفظ فراہم کرے۔ اور میں یہ دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اپنی واحد نمائندہ تنظیم کے اس نصب العین کو پوری طرح سمجھ لیا ہے اور وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو کر تقویت حاصل کرتے جارہے ہیں۔ آزاد ہند میں آزاد مسلم کا نصب العین ایک ایسا نصب العین ہے جسے نہ تو برطانوی حکومت اور نہ ہی کانگریس غیر معقول قرار دینے کی جرات کرسکتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے آزادی ہند کے مقصد کو مقدم رکھا ہے لیکن یہ ہرگز قابل برداشت نہیں کہ اکثریتی فرقہ مسلمانوں کے حقوق کا استحصال کرے۔ مسلمان کسی بھی ایسی اصلاحی اسکیم کو مسترد کردیں گے جس میں ان کے حقوق کا تحفظ نہ کیا گیا ہو۔ ۱۹۳۵ء کے قانون کے متعلق سرشاہ نواز نے فرمایا "مغربی طرز حکومت ہندوستان کے لئے موزوں نہیں اور کانگریس کے اکثریتی صوبوں میں ڈھائی سالہ دور حکومت کے تجربہ سے ماضی میں یہ بات کافی طور پر ثابت ہوگئی ہے اور مسلمان ایسی صورتحال کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ جس میں وہ ایسی قوم کے محکوم ہوجائیں۔ جس سے مذہب، کلچر اور تہذیب میں کوئی قدر مشترک نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یورپی اقوام بھی کسی دوسری قوم کے غلبہ کو برداشت نہیں کرسکیں۔ اگرچہ عملی طور پر وہ ایک ہی مذہب ثقافت اور تہذیب کے حامل ہیں۔ فرقہ وارانہ سوال پر بحث کرتے ہوئے سرشاہ نواز نے فرمایا کہ اس صدی کے آخری ربع میں تقریباً ۲۵ بار کوشش کی گئی لیکن ابھی تک کسی فیصلے پر نہیں پہنچا جاسکا۔ ہر موقع پر مذاکرات میں تعطل کی وجہ یہی رہی کہ کانگریس مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے اصول کو تسلیم نہ کرنے پر مصر رہی۔ بلکہ اگر وہ رضامند بھی ہوئی تو اس شکل میں کہ مسلمان اپنی آزادی اور تشخص کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ صوبائی خود مختاری پر عملدر آمد کا حوالہ دیتے ہوئے سرشاہ نواز نے فرمایا کہ ایک مقبول حکومت کامیابی سے چلانے کے لئے اکثریت کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اقلیت کو مطمئن کرے اور ہر ممکنہ طریقہ سے ان کے اعتماد کو بحال کرے لیکن ان کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ کانگریس کا رویہ ہمیشہ معاندانہ رہا۔

سرشاہ نواز نے بتایا کہ کس طرح حکومت پنجاب اقلیتوں کو مطمئن کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کررہی تھی تاکہ انہیں خوش رکھا جاسکے۔ اقلیتوں کو پنجاب اور بنگال کی حکومتوں میں مکمل

آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور ۲۲ مارچ تا ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کی مکمل کارروائی۔ یہ معلومات "Indian Annual Register 1940" اور آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر بمبئی سے اکتوبر ۱۹۴۰ء میں شائع ہونے والی کتاب "India's Problems of Her Future Constitution" اور لاہور کے اخبار "The Eastern Times" سے اخذ کی گئی ہیں۔ اس کارروائی کا اردو ترجمہ قائداعظم اکاڈمی کے ریسرچ اسسٹنٹ جناب مہرالاسلام صدیقی نے کیا ہے۔

(ادارہ)

marfat.com

نمائندگی دی گئی تھی۔ گزشتہ تین سالوں میں پنجاب کی حکومت نے شمال مشرقی پنجاب کے قحط زدہ لوگوں پر ۵ء۲۷ ملین روپے خرچ کئے تھے جن کی اکثریت ہندو جاٹوں پر مشتمل تھی۔ آخر میں سر شاہ نواز نے اس حقیقت پر اظہار تاسف کیا کہ چند بہت مشہور مسلمان رہنماؤں نے اپنی قوم سے الگ ہو کر کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی ہے جو کہ در اصل آزادی ہند کے لئے جنگ نہیں لڑ رہی، بلکہ انگریزوں کے جانے کے بعد ہندوؤں اور کانگریس کے غلبہ کے لئے لڑ رہی ہے۔

ٹائمز آف انڈیا کے خصوصی نامہ نگار نے تحریر کیا کہ اردو میں ان تمہیدی فقروں کو انتہائی سکون اور نمایاں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا مگر ہر شخص صدارتی خطبہ کا منتظر تھا۔ مسٹر جناح نے فی البدیہہ تقریر کا فیصلہ کیا اور کسی شخص کو بھی اس کے متعلق علم نہ تھا کہ وہ کیا کہیں گے۔ جیسے ہی صدر نے مائیکروفون کے سامنے قدم رکھا تو زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے اس دبلی پتلی شخصیت کا جو کہ سیاہ اچکن میں ملبوس تھی استقبال کیا۔ ان کی آواز کبھی گہری اور پر زور تھی کبھی مدہم اور طنز آمیز۔ یہ ان کی شخصیت کا اثر تھا کہ انہوں نے اپنے سامعین کو مسحور کئے رکھا اور ان کے جذبات پر صریح انداز میں اثر انداز ہوئے باوجود یکہ ان کے سامعین کی بہت تھوڑی تعداد انگریزی کی سمجھ رکھتی تھی۔

ایسوسی ایٹیڈ پریس آف انڈیا نے رپورٹ دی کہ جب مسٹر جناح نے اپنا فی البدیہہ خطبہ دیا جو کہ تقریبا سو منٹ تک جاری رہا۔ اور جس کے دوران نعرہ ہائے تحسین بھی بلند ہوتے رہے۔ اس ایک لاکھ عوام کے عظیم اجتماع میں بہت سے لوگوں نے نظریہ پاکستان کے محرک شاعر اسلام سر محمد اقبال مرحوم کی یاد بھی تازہ کی جن کا مقبرہ لیگ کے پنڈال سے تھوڑے فاصلہ پر تعمیر کے مرحلہ میں تھا۔ یہ اجتماع جس نے جناح کی تقریر کو سنا ہندوستان کے مسلمانوں کے بہترین نمائندہ اجتماعات میں سے ایک تھا۔ بنگال، پنجاب اور آسام کے وزراء اعلیٰ اور ہندوستان کی مرکزی اور صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے مسلمان ممبران کی بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ غالباً اس اجلاس کا خاص پہلو اس قسم کے پبلک فنکشن میں مسلم خواتین کی ایک بڑی تعداد کا شریک ہونا تھا۔ اور دوسرے نیشنل گارڈ کے مسلم ملیشیائی تنظیم جو کہ تمام انتظامات بشمول اس بڑے مجمع کو قابو میں رکھنے کے ذمہ دار تھے۔

"قائد اعظم کا خطبہ صدارت"

حضرات! ہم پندرہ مہینوں کے بعد اس اجلاس میں جمع ہوئے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا آخری اجلاس دسمبر ۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں منعقد ہوا تھا اس وقت سے لے کر اس وقت تک بہت سے حالات و واقعات رونما ہوئے۔

۱۹۳۸ء کے اجلاس پٹنہ کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کو جن حالات سے سابقہ پڑا ان کا میں آپ کی خدمت میں مختصراً ذکر کروں گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس اجلاس میں منجملہ اور کاموں کے جو کام ہمارے ذمہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں۔ یہ کام اب تک پایہ تکمیل کو پہنچا ہے مگر ان پندرہ مہینوں میں ہم نے اس سلسلے میں بہت کافی ترقی کی ہے۔ میں مسرت سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم نے ہر صوبہ میں صوبہ کی لیگیں قائم کر دی ہیں۔ دوسری چیز قابل ذکر یہ ہے کہ لیجسلیٹو اسمبلیوں کے ہر ضمنی انتخاب میں ہمیں زبردست حریفوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ان معرکوں میں مسلمانوں نے جس عظیم الشان قوت و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لئے میں مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ان ضمنی انتخابات میں ان امیدواروں کے مقابلہ میں جنہیں مسلم لیگ نے کھڑا کیا تھا۔ ہمارے حریفوں کو ایک جگہ بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ یوپی کونسل یعنی اعلیٰ مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ کو سو فیصدی کامیابی ہوئی مسلم لیگ کی تنظیم میں ہم نے کیا کچھ کیا ہے۔ اور کس طرح اس تنظیم میں ہم آگے بڑھے اس کا تفصیل سے ذکر کر کے آپ کو میں تھکانا نہیں چاہتا۔ مگر میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جادہ ترقی پر سرعت سے گامزن ہے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ "اجلاس پٹنہ" میں خواتین کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی، اس کی اہمیت ہمارے لئے بہت زیادہ ہے کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ زیست و حیات کے جس مجادلہ میں اس وقت ہم مصروف ہیں اس میں از بس ضروری ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو بھی شرکت کا موقع دیں۔ ہماری عورتیں، پردے میں رہ کر اور گھروں میں بیٹھ کر بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ یہ کمیٹی اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ خواتین بھی لیگ کے کاموں میں شریک ہو سکیں۔ اس مرکزی کمیٹی کے مقاصد یہ تھے۔

(۱) ہر صوبہ میں اور ہر ضلع میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں۔

(۲) مسلم لیگ میں عورتوں کی ممبری کی تعداد بڑھائی جائے۔

(۳) تمام ہندوستان میں، مسلمان عورتوں میں زور و شور سے پروپیگنڈہ کیا جائے۔ تاکہ ان میں زیادہ سیاسی احساس پیدا ہو، کیونکہ یاد رکھئے اگر عورتوں میں سیاسی احساس پیدا ہو گیا تو آپ کے بچوں کو زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

(۴) مسلم سوسائٹی کی ترقی و ترفع کے لئے جن امور میں عورتوں کو زیادہ دخل ہے ان میں ان کو مشورہ دے اور ان کی رہبری کرے۔

میں بہ مسرت یہ کہتا ہوں کہ اس مرکزی کمیٹی نے اپنے کام کو پوری سنجیدگی سے شروع کیا اس نے اب تک بہت مفید کام کیا ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جب اس کمیٹی کے کاموں کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش ہو گی تو آپ جذبہ اطمینان و احسان مندی سے ان خدمات کو ملاحظہ کریں گے جو مسلم لیگ کے لئے اس کمیٹی نے کی ہیں۔

جنوری ۱۹۳۹ء سے ابتدائے جنگ تک ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ناگپور میں ودیا مندر کا اور تمام ہندوستان میں ہم نے واردھا اسکیم کا مقابلہ کیا جن صوبوں میں کانگریسی حکومتیں تھیں۔ وہاں مسلمانوں پر جو ظلم و زیادتی ہوئی، ان کا مقابلہ ہم نے کیا، بعض ہندوستانی ریاستوں مثلاً جے پور اور بھاؤ نگر میں مسلمانوں کے ساتھ جو بدسلوکیاں کیں گئیں ان کا مقابلہ ہم نے کیا، راجکوٹ کی چھوٹی سی ریاست میں ایک اصول کی بڑی لڑائی ہوئی ہم لڑے یوں سمجھئے کہ راجکوٹ میں جو چال چلی گئی تھی اور تجربۃً جو ترکیب کی گئی تھی اگر کامیاب ہو جاتی تو ایک مکمل ہندوستان اس سے متاثر ہوتا۔ غرضیکہ جنوری ۱۹۳۹ء سے جنگ کے شروع ہونے تک مسلم لیگ سینکڑوں اہم مسائل سے دست و گریباں رہی۔ مسلمانان ہند کو سب سے بڑا خطرہ جنگ سے پہلے یہ تھا کہ کہیں مرکزی حکومت میں فیڈرل اسکیم کا نفاذ نہ کر دیا جائے، ہمیں معلوم ہے کہ کیا چالیں چلیں جا رہی تھیں۔ مگر مسلم لیگ ان تمام چالوں کا ہر سمت سے مردانہ وار مقابلہ کر رہی تھی۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں مرکزی حکومت کی جو شکل پیش کی گئی ہے یعنی سنٹرل فیڈرل گورنمنٹ کی اسکیم یہ ایسی خطرناک اسکیم ہے کہ ہم اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتے تھے۔ اس سنٹرل فیڈرل اسکیم کو بالآخر گورنمنٹ نے ترک کر دیا اور مجھے یقین ہے کہ اس ترک پر مائل کرنے میں ہمارا بڑا دخل ہے۔ حکومت انگلستان کی طبیعت کو اس طرف لانے میں مسلم لیگ نے بہت بڑا حصہ لیا ہے انگریز بالطبع ہٹی اور ارادے کے پکے واقع ہوتے ہیں اور وہ تغیر پسند نہیں، وہ ہوشیار ہیں مگر زود فہم نہیں، اعلان جنگ کے بعد قدرتی طور پر وائسرائے مسلم لیگ سے امداد کے طالب ہوئے۔ اس وقت ان کے دماغ میں یہ بات آئی کہ مسلم لیگ بھی قوت رکھتی ہے کیونکہ یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اعلان جنگ کے وقت تک جناب وائسرائے کو میں یاد نہ آیا، جب یاد آتے تھے تو گاندھی، اور صرف گاندھی ہی یاد آتے تھے میں ایک مدت تک ملک کی مجلس قانون ساز میں ایک پارٹی کا لیڈر رہا۔ اس پارٹی کی اہمیت مسلمہ تھی، مرکزی مجلس قانون ساز میں جس پارٹی کی قیادت کی عزت اس وقت مجھے حاصل ہے وہ مسلم لیگ پارٹی ہے۔ اس قدیم پارٹی کے ممبروں کی تعداد، موجودہ مسلم لیگ پارٹی کے ممبروں سے زیادہ تھی۔ بایں ہمہ جناب وائسرائے کی خاطر اقدس میں اس سے پہلے میں کبھی نہ آیا لہٰذا وائسرائے کے پاس سے، جب اس مرتبہ مسٹر گاندھی کے ساتھ ساتھ میرے نام بھی دعوت نامہ آیا تو میں اپنے دل میں حیران ہوا کہ یہ میری اچانک عزت و منصب افزائی کیسے ہوئی اور میرے دل نے کہا کہ اس کا جواب ہے "آل انڈیا مسلم لیگ" جس کا میں اس وقت صدر تھا۔ یہ دعوت نامہ جو میرے نام آیا تو یوں سمجھ لیجئے کہ خداوندان کانگریس یعنی کانگریس ہائی کمانڈ کے لئے یہ ایک برق خرمن سوز تھا کیونکہ وہ تو

marfat.com

منٹو پارک لاہور میں مسلمانانِ ہند کے عظیم الشان اجتماع کا منظر ۔

marfat.com

مدعی تھے کہ صرف ہم تمام ہندوستان کے نمائندے ہیں اور ہماری آواز ہندوستان کی آواز ہے اور میرے نام یہ دعوت نامہ مترادف اس امر کے تھا کہ کانگریس کا دعویٰ صحیح نہیں مانا گیا مختصر یہ کہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے نظام و تنظیم کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت کو جانیں اور بس نہیں، اس سے زیادہ اس مسئلے پر اور کچھ نہ کہوں گا۔

مگر ہمارا کام ختم نہیں ہوا ہے۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اور جو حالات سن رہا ہوں اس سے میں اس یقین پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان کا مسلمان اب بیدار ہے اب اسے احساس ہے اور مسلم لیگ ایک ایسی قومی جماعت ہوگی ہے جسے نیست و نابود کرنا کسی کے بس کا نہیں، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ لوگ اس بساط ہستی پر آئیں گے اور چلے جائیں گے مگر مسلم لیگ ہمیشہ زندہ رہے گی۔

اب اس زمانے کی طرف آیئے جو جنگ کے بعد شروع ہوتا ہے، ہماری حالت یہ تھی کہ ہم دو بلاؤں کے درمیان تھے مگر میرا خیال یہ ہے کہ یہ بلائیں ہم پر غلبہ حاصل نہ کرسکیں گی، بہرحال موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ہم علی روس الاشہاد آزادی ہند کے طالب ہیں، مگر کیسی آزادی؟ وہ آزادی جو تمام ہندوستان کے لئے یکساں ہو، نہ یہ کہ صرف ایک طبقہ کو آزادی ملے یا اس سے بھی بدتر یہ حالت ہو کہ کانگریسی جتھے کو تو آزادی نصیب ہو اور مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو غلامی۔ ہم ہندوستان میں جس حالت اور جس وضعیت میں واقع ہوئے ہیں اور ان کی بناء پر جو تجربات ہم کو حاصل ہوئے بالخصوص گذشتہ ڈھائی برسوں میں کانگریسی حکومتوں میں صوبہ کی کانسٹی ٹیوشن کا جو تجربہ ہم کو ہوا ہے، ان سے ہم نے بہت سے سبق حاصل کئے ہیں، ان تجربات نے ہمیں بدگمان بنا دیا ہے اور اب ہم کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتے. کسی پر زیادہ بھروسہ نہ کرنا ہی انتہائے ہوش مندی ہے۔ ہم نے بعض لوگوں پر بھروسے کئے مگر تجربے نے ہم کو بتایا کہ جس پر ہم نے بھروسہ کیا تھا انھوں نے ہی ہم کو دھوکہ دیا اور ہمارے ساتھ چال چلی لہٰذا "آزمودہ را آزمودن جہل است" ہم کو کافی سبق مل گیا کہ اب ہم ان غداروں پر بھروسہ نہ کریں۔

حضرات! ہمیں ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ خداوندان کانگریس (کانگریس کی اعلیٰ کمانڈ) وہ حرکتیں کریں گے جو فی الواقع انھوں نے ان صوبوں میں کیں جہاں کانگریس حکومت تھی میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس قدر نیچے گر جائیں گے اور دنائیت کے اس درجہ پر پہنچ جائیں گے، میں کبھی یہ خیال نہ کرتا تھا کہ کانگریس اور انگریزی حکومت میں ایسی ملی بھگت ہوگی اور آپس میں ایسے خفیہ عہد و پیمان ہوں گے جو گو قید تحریر میں نہ آئیں لیکن آپس کے قول و قرار سے ان پر ایسا عمل کیا جائے کہ ہم مسلمان ہزار چیخیں چلائیں، کوئی شنوائی نہ ہو، ہم روز و شب فریاد کریں مگر گورنر صاحبان ہاتھ تک نہ ہلائیں اور گورنر جنرل بے بس بیٹھے رہیں ہم نے ان حضرات والاشان کو بار بار یاد دلایا کہ حضور والا آپ کی مخصوص ذمہ داریاں ہیں اور ہماری اور دوسری اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق خاص فرائض آپ پر عائد کئے گئے ہیں آپ نے کیا کیا ہم سے وعدے کئے تھے وہ سب طاق نسیاں پر دھرے رہ گئے، مگر شکر ہے کہ خدا نے ہماری مدد کی اور وہ عہد و پیان جو کانگریس سے گورنمنٹ نے کیا تھا وہ پیان شکستہ ہو کر رہا۔ اور کانگریس نے کرسی حکومت کو خالی کیا۔ مجھے یقین ہے کہ استعفیٰ دینے کو تو دے گئے مگر اب پچھتاتے ہیں بہرحال ان کی دھمکیوں سے گورنمنٹ مرعوب نہ ہوئی، اور جو ہوا بہت اچھا ہوا لہٰذا حضرات! میں اپنی پوری طاقت سے اور موقع کی اہمیت جتا کر آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اپنے تئیں منظم کیجئے اور اس طرح منظم کیجئے کہ آپ سوائے اپنی قوت کے کسی اور کی طاقت پر بھروسہ نہ کریں اپنے پر بھروسہ کیجئے اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم خواہ مخواہ دوسروں سے مخالفت کریں یا دوسرے سے بغض و عناد رکھیں، اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے آپ کو چاہئے کہ خود اپنے میں آپ وہ قوت پیدا کریں کہ آپ اپنی حفاظت کرسکیں، بس یہی میری عرض ہے اور یہی میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

آئندہ کی حکومت کانسٹی ٹیوشن (قانون اساسی) کے بارے میں ہماری پوزیشن کیا ہے! ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حالات جب اجازت دیں یا زیادہ سے زیادہ بعد از جنگ، ہندوستان کے کانسٹی ٹیوشن کے مسئلہ پر از سرنو غور کیا جائے اور ۱۹۳۵ء کا ایکٹ کالعدم قرار دیا جائے ہم یہ نہیں چاہتے کہ گورنمنٹ ان معاملات میں تفریحی بیانات شائع کیا کرے۔ ہم ان بیانات کے قائل نہیں، ان سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ بہرحال کانگریس نے وائسرائے سے خواہش کی کہ وہ ایک بیان شائع کریں وائسرائے نے کہا کہ میں نے شائع کردیا۔ کانگریس بولی نہیں صاحب! یہ بیان نہیں ہم تو اور قسم کا بیان چاہتے ہیں۔ جس میں بالتقطیع آپ یہ اعلان کریں کہ ہندوستان آزاد اور خود مختار ہے اور اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ایک آئین ساز اسمبلی کے ذریعہ اپنا قانون اساسی بنائے اور اس جماعت کا انتخاب اس طریقہ پر ہو کہ ہندوستان کا ہر بالغ باشندہ رائے دے سکے یا حق رائے دہندگی کی جو کم سے کم شرط رکھی جاسکے اس پر اس اسمبلی کا انتخاب ہو، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ یہ اسمبلی بلاشک و شبہ کرے گی یہ ارشاد تھا کانگریس کا۔ مسٹر گاندھی فرماتے ہیں کہ اگر اس اسمبلی کے فیصلے سے اقلیتوں کو اطمینان نہ ہو تو ایک غیر جانبدار اعلیٰ عدالت کے پاس یہ قضیہ فیصلے کے لئے لے جایا جاسکتا ہے۔ یہ تجویز جس قدر غیر قابل عمل ہے وہ ظاہر ہے کہ کس قدر مہمل بات ہے کہ کسی حکمران قوت سے یہ کہا جائے کہ تم ایک آئین ساز اسمبلی کو اپنے تمام اختیارات سونپ کر خود حکومت سے دست بردار ہو جاؤ اور تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں اور نہ آئین میں ایسا ہوا ہے ان تمام باتوں سے صرف نظر کر کے یہ بتایئے کہ حق رائے دہندگی کن لوگوں کو دیا جائے جو لوگ مرکزی اسمبلی کے ممبروں کو منتخب کریں اگر ہم اس پر متفق نہ ہوں یا فرض کیجئے کہ آئین ساز اسمبلی کے مسلمان ممبر سب کے سب غیر مسلم اکثریت سے اتفاق نہ کریں تب کیا ہوگا۔!

کہا جاتا ہے کہ اس عظیم براعظم یعنی ہندوستان کے قومی اساس قانونی کو کسی نوع اور کسی طریقہ پر چاہے یہ اسمبلی بنائے۔ مسلمانوں کو اس اسمبلی کے فیصلہ سے کسی اختلاف کا حق حاصل نہ ہوگا بجز اس کے کہ ان فیصلوں سے اختلاف کرسکیں گے جن سے کہ اقلیتوں کے حقوق پر اثر پڑتا ہو، بس گویا ہم کو بہت بڑا حق یہ مرحمت ہوا کہ جہاں تک اقلیتوں کے حقوق اور مفاد کا تعلق ہے ان میں کچھ عرض معروضات کرسکیں اور اختلاف رائے کا اظہار کرسکیں۔

ہم کو یہ حق بھی مرحمت فرما دیا جائے گا کہ ہم اپنے نمائندوں کو جداگانہ انتخاب کے ذریعہ بھیجیں، ظاہر ہے کہ تجاویز متذکرہ بالا کا دارو مدار اس امر پر ہے۔ کہ یہ مان لیا جائے کہ جب اس آئین کا نفاذ ہوگا اس وقت انگریز ہندوستان سے غائب ہوجائیں گے اور وہ کسی معاملے میں دست انداز نہ ہوں گے اگر یہ نہیں تو ان تجاویز کے کوئی معنی نہیں۔ مسٹر گاندھی ارشاد فرماتے ہیں کہ آئین یہ فیصلہ کرے گا کہ انگریز ہندوستان سے غائب ہوں یا نہیں اور اگر ہوں تو کس حد تک۔ بالفاظ دیگر ان کی تجویز یہ ہے کہ اول یہ اعلان کیا جائے کہ ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم ہیں تب وہ فیصلہ کریں گے کہ پھر انگریزوں کو کیا اختیار واپس دیا جاسکتا ہے۔ اس قسم کی گفتگو سے کیا مسٹر گاندھی حقیقت میں ایک آزاد ہندوستان چاہتے ہیں؟ بہرحال انگریز اس ملک کو چھوڑیں یا نہ چھوڑیں یہ ضروری ہے کہ وسیع اختیارات حکومت اہل ملک کو منتقل کئے جائیں۔ آئین ساز اسمبلی کی اکثریت اور مسلمانوں میں اگر اختلاف رونما ہوا تو کون اس عدالت کو مقرر کرے گا جو اس اختلاف کے قضیہ کا فیصلہ کرے۔ فرض کیجئے کہ ایک ایسی عدالت اتفاق باہمی سے مقرر بھی ہوگئی اور اس نے اپنا فیصلہ صادر بھی کردیا تو بھی ازراہ کرم مجھے یہ بتایا جائے کہ اس فیصلے کا نفاذ کون کرے گا اور اس کے احکام کی تعمیل کس طرح کروائی جائے گی اور کس طرح یہ پابندی عملاً جاری رہے گی اور اس کی نگرانی کون کرے گا کیونکہ ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت انگریزوں نے اپنے ہاتھ سے اختیار حکومت کاملاً یا ایک بڑی حد تک منتقل کر کے ہم کو دے دیا ہوگا سوال پھر یہی ہے کہ وہ کون سی قوت ہوگی جو اس فیصلہ کا نفاذ کرائے گی۔ ہیر پھیر کر اس سوال کا بس یہی جواب ہے کہ وہ قوت ہندو مہارانی کی قوت ہوگی اور کیا اس کا نفاذ انگریزی سنگینوں کی مدد سے ہوگا یا گاندھی جی کی اہنسا سے اور اس مہارانی پر ہم بھروسہ کرسکتے ہیں؟ علاوہ بریں ایک ایسے مسئلہ کا جس پر نے کروڑ مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہو کیا ایسے مسئلہ کو ایک جوڈیشل عدالت کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ بطور ایک معاہدہ باہمی کے فیصل ہوسکتا ہے کانگریس کی تو یہی تجویز ہے۔

مسٹر گاندھی نے چند دن قبل اس معاملہ میں جو کچھ فرمایا تھا قبل اس کے کہ اس کے متعلق میں کچھ عرض کروں میں بعض

marfat.com

دیگر کانگریسی لیڈروں کے ارشادات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کی راگنی جدا ہے۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ سابق وزیر اعظم مدراس فرماتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ مخلوط انتخاب ہے کانگریس کے اس بڑے ڈاکٹر نے یہ نسخہ تجویز کیا ہے۔ (قہقہہ)

برعکس اس کے بابو راجندر پرشاد نے چند دن ہوئے فرمایا کہ "آخر یہ مسلمان اور کیا چاہتے ہیں؟" میں انہی کے الفاظ آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ اقلیتوں کے متعلق وہ فرماتے ہیں "اگر انگلستان ہم کو اپنے معاملات کا خود فیصلہ کرنے کا اختیار دے دے تو یہ اختلافات خود بخود دور ہوجائیں گے"

مگر یہ اختلافات کس طرح دور ہوجائیں گے اس کی انہوں نے کوئی تشریح نہیں فرمائی، نہ اس پر کوئی روشنی ڈالی پھر وہ فرماتے ہیں۔

"مگر جب تک انگریز یہاں ہیں اور صاحب اختیار ہیں یہ اختلافات باقی اور قائم رہیں گے۔ کانگریس نے صراحتا یہ کہہ دیا ہے کہ آئندہ کا آئین اساسی تنہا کانگریس نہ بنائے گی بلکہ ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں اور مذہبی جماعتوں کے ذریعہ یہ آئین بنایا جائے گا۔ کانگریس اس سے آگے جاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اقلیتوں کو یہ حق بھی دیا جائے گا کہ وہ اپنے نمائندے جداگانہ انتخابات کے ذریعہ منتخب کریں۔ اگرچہ کانگریس جداگانہ انتخابات کو ایک بری چیز سمجھتی ہے۔ ہندوستان کے تمام باشندوں کے نمائندے اس قانون اساسی کو بنائیں گے۔ ان میں ان کے مذہبی اور سیاسی معتقدات کا لحاظ نہ ہوگا۔ یعنی کسی خاص مذہب اور کسی خاص پولیٹیکل پارٹی کو اس قانون کے بنانے کا اختیار نہ دیا جائے گا اس سے بڑھ کر اقلیتیں اور کون سی ضمانتیں مانگتی ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ راجندر پرشاد صاحب کے نزدیک جس لمحہ میں ہم اسمبلی میں داخل ہوں گے اسی وقت اپنے سیاسی انتسابات، مذہبی معتقدات غرض کہ ہر چیز کو اسمبلی کے باہر چھوڑ جائیں گے۔ ۱۸ مارچ کو بابو راجندر پرشاد نے یہ فرمایا تھا جس کو میں نے ابھی پڑھ کر آپ کو سنایا ہے۔ ۲۰ مارچ کو مسٹر گاندھی نے یہ فرمایا۔

میرے نزدیک ہندو مسلمان یا پارسی، ہریجن سب ایک ہیں میں مزاح اور شوخی نہیں کرسکتا" (مگر میرا خیال یہ ہے کہ وہ یعنی مسٹر گاندھی مزاح اور شوخی کر رہے ہیں) "میں قائد اعظم کا جس وقت نام لوں تو میں مزاح اور شوخی سے نام نہیں لوں گا وہ میرے بھائی ہیں۔"

فرق صرف اس قدر ہے کہ بھائی گاندھی کے پاس تین ووٹ ہیں اور میرے پاس صرف ایک ووٹ (قہقہہ) گاندھی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میں گاندھی جی کو اپنی جیب میں رکھ لوں تو وہ بہت خوش ہونگے میں نہیں جانتا کہ میں ان کے اس کرم خاص کے متعلق کیا کہوں؟ پھر وہ فرماتے ہیں۔

"ایک وقت تھا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا جس کو مجھ پر بھروسہ نہ ہو تو۔ آج بدقسمتی سے حالت بدلی ہوئی ہے۔"

حضرات! کیا میں مسٹر گاندھی سے یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ وہ اسباب کیا ہیں جن کے باعث مسلمانوں کو ان پر بھروسا نہیں رہا۔ مسٹر گاندھی فرماتے ہیں کہ۔

میں اردو اخبارات نہیں پڑھتا۔ غالبا مجھے ان اخبارات میں بہت برا بھلا کہا جاتا ہوگا۔ مجھے اس کا رنج نہیں۔ میرا اب بھی یہی عقیدہ ہے کہ بغیر ہندو مسلم سمجھوتہ کے سوراج نہیں مل سکتا۔"

بیس برس سے مسٹر گاندھی یہی فرمارہے ہیں۔ پھر مسٹر گاندھی ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھ سے پوچھا جائے گا کہ میں لڑائی کا کیوں ذکر کرتا ہوں۔ میں لڑائی کا ذکر اس لئے کرتا ہوں کہ یہ جنگ آئین ساز اسمبلی کے لئے ہوگی۔"

ان کی جنگ انگریزوں سے ہوگی مگر کیا میں مسٹر گاندھی اور کانگریس کو یہ بتا سکتا ہوں کہ آپ آئین ساز اسمبلی کے لئے لڑ رہے ہیں مگر آپ کی آئین ساز اسمبلی مسلمانوں کو منظور نہیں۔ اس اسمبلی کے تو معنی ہیں تین بمقابل ایک کے۔ اور مسلمان کہتے ہیں کہ اس طریقہ سے یعنی سرشماری سے تو کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ سمجھوتہ تو اس وقت ہوگا جب دل صاف ہوں اور ہم دوستوں کی طرح مل جل کر کام کریں اس لئے آئین ساز اسمبلی کا خیال مسلمانوں کے نزدیک مردوح خیال نہیں ہے۔ اور اس پر منجملہ اور اعتراضوں کے متذکرہ بالا اعتراض وارد ہوتا ہے مگر گاندھی جی تو آئین ساز اسمبلی کے لئے اڑے ہیں۔ ان کی جنگ مسلمانوں سے متعلق نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ۔

میں آئین ساز اسمبلی کے لئے لڑ رہا ہوں۔ اگر مسلمان جو اسمبلی میں آئیں گے (ذرا گاندھی جی کے الفاظ کا خیال رہے) جو اس اسمبلی میں مسلم ووٹوں کے ذریعہ آئیں گے۔"

اول گاندھی ہمیں اسمبلی میں آنے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں

اور اسمبلی میں آنے کے بعد مسلمان یہ کہیں گے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کوئی چیز مشترک نہیں ہے اس وقت میں ناامید ہو جاؤں گا، لیکن اس وقت بھی میں ان سے اتفاق ہی کروں گا کیونکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور میں نے بھی اس مقدس کتاب کا تھوڑا سا مطالعہ کیا ہے۔ (قہقہہ)

خلاصہ یہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی میں مسلمانوں کا داخلہ گاندھی جی اس غرض سے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی رائے انہیں معلوم ہوسکے اور اگر مسلمان ان سے متفق نہ ہوں گے تب دامن امید ہاتھ سے چھوٹ جائے گا، لیکن اس وقت بھی گاندھی جی مسلمانوں کی رائے سے اتفاق کرتے رہیں گے (قہقہہ)۔ حضرات! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سمجھوتے کے کیا طریقے ہیں اور کیا اس سے بھی خواہش سمجھوتے کی معلوم ہوتی ہے (نہیں نہیں کی آوازیں) میں نے بارہا ان سے کہا ہے اور اب میں اس پلیٹ فارم سے کہتا ہوں کہ کانگریس ایک ہندو کانگریس ہے گاندھی جی اس حقیقت کو ماننے سے کیوں انکار کرتے ہیں اور کیوں ایمانداری سے اس کا اعتراف نہیں کرتے کہ کانگریس ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کی نمائندگی کے سوا اور کسی کی نمائندگی نہیں کرتی۔ کیوں مسٹر گاندھی فخر کے ساتھ یہ نہیں کہتے "میں ہندو ہوں اور کانگریس کو ہندوؤں کی زبردست تائید حاصل ہے۔"

میں کہنے سے نہیں شرماتا کہ میں مسلمان ہوں (سنو سنو کی آواز اور نعرہ تحسین) میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں اور میرا یہ خیال ہے کہ ایک اندھا آدمی بھی اب یہ یقین کرلے گا کہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی کثیر تعداد کی تائید حاصل ہے (سنو سنو) پھر یہ دھوکا دینے کے لئے رنگ آمیزی اور حیلہ کاری کیوں کی جاتی ہے؟ یہ چالیں کیوں چلی جاتی ہیں؟ یہ ترکیبیں کیوں اختیار کی جاتی ہیں؟ کہ انگریز مسلمانوں کو گرائیں؟ یہ اعلان عدم تعاون کیوں کیا جاتا ہے؟ یہ سول نافرمانی کی دھمکیاں کیوں دی جاتی ہے؟ کیوں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم قانون وقت کی خلاف ورزی کریں گے؟ آپ آئین ساز اسمبلی کے لئے محض اس لئے کیوں جنگ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی رائے آپ کو معلوم ہو۔ یعنی کہ مسلمان آپ سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں؟ (سنو سنو) آپ فخر کے ساتھ یہ کہتے ہوئے آپ ہندوؤں کے لیڈر ہیں اور ان کے نمائندے ہیں کیوں نہیں آتے؟ تاکہ میں بھی فخر کے ساتھ مسلمانوں کا نمائندہ بن کر آپ سے ملاقات کروں (سنو سنو کی آوازیں اور نعرہ تحسین و آفرین) جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے میں ان سے یہی کہنا چاہتا ہوں۔

جہاں تک برٹش گورنمنٹ کا تعلق ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہماری ان کی گفتگو جاری ہے ہم نے چاہا تھا کہ برٹش گورنمنٹ چند امور میں ہم کو اطمینان دلا دے۔ ایک معاملہ میں یہ گفتگو کچھ نتیجہ بخش ہوئی۔ آپ کو خیال ہوگا کہ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان کے آئندہ آئین کے مسئلہ پر از سر نو غور و خوض کیا جائے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء سے اسے منسلک نہ رکھا جائے ہز مجسٹی کی گورنمنٹ یعنی حکومت انگلستان کے حکم و ایما سے وائسرائے نے ہمارے اس مطالبہ کا جواب دے دیا ہے وہ جواب انہی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ ۲۳ دسمبر کو ہمیں یہ جواب ملا۔

"آپ کے سوال اول کا جواب یہ ہے کہ میں نے ۳۱ اکتوبر کو جو اعلان ہز مجسٹی کی گورنمنٹ کی منظوری سے کیا تھا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۹ء کے جز پر یا اس پالیسی پر جس پر کہ یہ ایکٹ مبنی ہے از سر نو غور نہ کیا جاسکے گا۔"

دوسرے امور پر ہماری گفتگو جاری ہے۔ ان میں سے زیادہ اہم یہ ہیں۔ اول یہ کہ بغیر ہماری منظوری اور رضامندی کے ہز مجسٹی کی گورنمنٹ ہندوستان کے آئندہ آئین کے متعلق کوئی اعلان شائع نہ کرے (سنو سنو اور انکسار تحسین) اور ہمارے پیٹھ پیچھے اور بغیر ہمارے علم اور منظوری کے کسی پارٹی یا جماعت

marfat.com

سے کسی قسم کی قرارداد یا سمجھوتہ نہ کر لیا جائے۔

میں اسے برٹش گورنمنٹ کی دانش مندی پر چھوڑتا ہوں کہ آیا وہ ہمیں اطمینان دلائیں گے یا نہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اس بات کو مان لیں گے کہ ہمارا مطالبہ قرین انصاف اور صحیح ہے۔ ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ نو کروڑ مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سوائے اپنے کسی اور قاضی کے ہاتھ میں ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ خود ہم اور صرف ہم اپنی قسمت کا فیصلہ کریں گے یہ مطالبہ ایسا نہیں جسے نامناسب کہا جائے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں پر برٹش گورنمنٹ کوئی ایسا آئین نافذ کر دے جسے مسلمان پسند نہ کریں اور نہ منظور کریں۔ لہٰذا گورنمنٹ کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ ہمارا مطالبہ مان لے تاکہ مسلمانوں کے قلوب کو کامل اطمینان و سکون حاصل ہوں، اس طرح گورنمنٹ مسلمانوں کی دوستی حاصل کرے گی۔ گورنمنٹ کے اختیار میں ہے کہ وہ اب ایسا کرے یا نہ کرے۔ مگر ہمیں تو اپنی ہی اندرونی قوت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور اس پلیٹ فارم سے میں صاف الفاظ میں یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر اور گورنمنٹ نے کوئی ایسا اعلان کیا اور کوئی ایسا عارضی فیصلہ کر لیا جس کے بارے میں ہماری منظوری اور رضامندی حاصل نہ کر لی گئی ہے تو ہم اس کی مخالفت کریں گے اور اس کا مقابلہ کریں گے اچھی طرح اسے سمجھ لیا جائے تاکہ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے۔ دوسرا مسئلہ فلسطین کا تھا ہم سے کہا جاتا ہے کہ عربوں کے قومی اور معقول مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش اور دل سے کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال یہ دل سے کوشش، یہ بڑی کوشش، یہ بہترین کوشش ہمیں اطمینان دلانے کے لئے کافی نہیں (قہقہہ) ہم محض کوشش نہیں مانگتے، ہم چاہتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ عرب فلسطین کے مطالبات کو عملاً اور حقیقتاً پورا کرے۔ دوسرا مسئلہ فوج کو بیرون ہند بھیجنے کا ہے اس میں تھوڑی سی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر ہم نے اپنی پوزیشن صاف طور پر ظاہر کر دی ہے۔ یہ ہمارا کبھی مقصد نہ تھا اور نہ ہمارے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہم نے اس کی مخالفت کی ہو کہ ہندوستانی افواج، ملک کی مدافعت و محافظت میں پورے طور پر استعمال کی جائیں۔ اگر کسی نے ہمارے مفہوم کو غلط سمجھا تو یہ اس کی غلطی ہے ہم تو صرف یہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ ہمیں اس کا اطمینان دلا دے کہ ہندوستانی فوج کسی اسلامی حکومت یا اسلامی ملک کے خلاف استعمال نہ کی جائے گی۔

ہمیں امید ہے کہ برٹش گورنمنٹ اس معاملہ کو اور زیادہ صاف کر دے گی۔

برٹش گورنمنٹ کے متعلق ہماری پوزیشن یہ ہے کہ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے آخری اجلاس میں وائسرائے صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنے مراسلہ مورخہ ۲۳ دسمبر پر کمیٹی کے ریزولیشن مورخہ ۳ فروری کی ایضاحات کو پیش نظر رکھ کر نظر ثانی فرمائیں اور ہمیں اطلاع ملی کہ وائسرائے اس معاملہ پر توجہ کے ساتھ غور فرما رہے ہیں۔

حضرات! لڑائی کے بعد اور ۳ فروری تک صورت حال یہ ہے کہ جو میں نے عرض کی اندرون ملک میں جو ہماری پوزیشن ہے۔ اس پر بھی ہم غور رہے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ کئی باخبر ماہران علم سیاسیات نے اور ان لوگوں نے جو مختلف ممالک کے قانون اساس پر نظر رکھتے ہیں اور ہندوستان کے آئین میں بھی ان کو دلچسپی ہے چند اسکیمیں یعنی تجویزیں (ہندوستان کی طرز حکومت کے متعلق) ہمارے پاس بھیجی ہیں اور ان تمام اسکیموں پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بھی مقرر ہو چکی ہے۔ عرصہ سے ایک بات بطور ایک امر مسلمہ کے مان لی گئی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان ملک میں ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اتنی مدت سے ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ اب ہم اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور جو بات مدت تک کان میں ڈالی جاتی ہے وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے اور پھر اس کا دل سے نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمان ایک اقلیت نہیں ہیں۔ وہ بجائے خود ایک ملت ہیں آپ کسی طرح اس لفظ ملت کی تعریف و تشریح کریں آپ کو ماننا ہو گا کہ مسلمان ایک ملت ہیں۔ مگر برٹش گورنمنٹ بالخصوص کانگریس انہیں اقلیت قرار دے کر آگے چلتی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ بالکل اسی طرح جس طرح بابو راجندر پرشاد نے کہا تھا "تم ایک اقلیت ہو تم کیا چاہتے ہو" "اقلیتیں ہم سے اور کیا چاہتی ہیں؟"

مگر یقیناً مسلمان ایک اقلیت نہیں ہیں۔ خود انگریزوں کے ہاتھوں کا بنایا ہوا نقشہ ہند اٹھایئے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ ملک کے بہت بڑے حصے ایسے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں نہیں۔ مثلاً بنگال۔ پنجاب۔ صوبہ سرحد۔ سندھ۔ بلوچستان سوال یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کے عقدہ پیچیدہ کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس سوال پر توجہ کی ہے اور جیسا کہ میں نے اس سے پہلے عرض کیا اس مسئلے پر جو مختلف تجاویز موصول ہوئی ہیں ان پر غور کرنے کے لئے ہم نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ معلوم نہیں کونسی تجویز بالآخر منظور کی جائے گی۔ مگر میں اپنی رائے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کی تائید میں ایک خط بھی پیش کروں گا جو لالہ لاجپت رائے نے مسٹر سی آر داس کو لکھا تھا میرا خیال یہ ہے کہ یہ خط ۱۲ یا ۱۵ سال قبل لکھا گیا تھا۔ ایک صاحب اندرا پرکاش ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں ایک کتاب شائع کی ہے اور اس کتاب میں اس خط کو نقل بھی کیا ہے اور اس طرح پبلک اس خط سے روشناس ہوئی۔ لالہ لاجپت رائے ایک کٹر ہندو مہاسبھائی اور ایک ہوشیار سیاستدان تھے۔ اس خط کو پڑھنے سے قبل میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ہندو ہندو ہی رہے گا لفظ نیشنلسٹ سے ہمارے سیاسی بازیگر خوب کھیل کھیلتے ہیں اور شعبدہ بازیاں کرتے ہیں۔ اس خط میں لالہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک چیز پر کچھ عرصہ سے میں بہت کچھ غور و فکر کرتا رہا ہوں۔ اور وہ مجھے پریشان کرتی رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی اس پر غور فرمائیں گے اور وہ چیز ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہے پچھلے ۶ مہینے میں میں نے اپنے وقت کا بیشتر حصہ مسلمانوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے قانون کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ اتحاد ناممکن ہے نہ قابل عمل ہے۔ یہ مان کر بھی مسلمان لیڈر موجود عدم تعاون کی تحریک میں دل سے شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مذہب اس اتحاد کی راہ میں حائل ہو گا آپ کو یاد ہو گا کہ کلکتہ میں میں نے آپ سے ایک ملاقات کا ذکر کیا تھا جو میں نے حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر کچلو سے کی تھی۔ مسلمانوں میں اجمل خان سے بہتر آدمی مشکل سے ملے گا مگر کیا کوئی مسلمان لیڈر احکام قرآن کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ خدا کرے کہ قانون اسلامی کے معنی جو میں سمجھتا ہوں وہ غلط ہوں"

میرا خیال ہے کہ وہ جو معنی سمجھے ہیں وہ سراسر غلط ہے۔ (قہقہہ)

"اور مجھے ازحد مسرت ہو گی اگر کوئی مجھے یہ یقین دلا دے کہ جو میں سمجھتا ہوں وہ غلط ہے لیکن جو میں سمجھتا ہوں اگر وہ صحیح ہے تو نتیجہ آخری یہ ہے کہ اگرچہ ہم (یعنی ہندو اور مسلمان) انگریزوں کے خلاف متحد ہو جائیں مگر ہندوستان میں انگریزی اصول پر ایک حکومت قائم کرنے کے لئے ہم متحد نہ ہوں گے ہم ہندوستان میں جمہوری اصول پر حکومت قائم کرنے کے لئے متفق و متحد نہیں ہو سکتے۔"

حضرات! جب لالہ لاجپت رائے نے یہ رائے ظاہر کی کہ ہم اس ملک پر جمہوری طریقہ سے خدمت نہیں کر سکتے تو کسی نے اعتراض نہ کیا اور ان کا کہنا صحیح مانا گیا۔ مگر جب اٹھارہ ماہ قبل میں نے یہی بات کہنے کی جسارت کی تو میرے سر پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو گئی۔ لالہ لاجپت رائے نے پندرہ برس قبل یہ بات کہہ دی تھی کہ ہم جمہوری طرز پر ہندوستان کی حکومت نہیں چلا سکتے۔ اس کا علاج کیا ہے! کانگریس کے پاس تو اس کا علاج ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ اقلیت میں رکھا جائے اور اکثریت ہمیشہ ہم پر حکومت کرتی رہے۔

آگے چل کر لالہ صاحب فرماتے ہیں۔

اس کا علاج کیا ہے میں سات کروڑ مسلمانوں سے خوف نہیں کھاتا مگر سات کروڑ مسلمانوں کے ساتھ اگر افغانستان، ایشیا کے وسطی عراق اور ترکی کے مسلح بند، ٹڈی دل جنگجو بھی شامل ہو جائیں تو مقابلہ ناممکن ہو جائے گا۔ (قہقہہ)

پھر وہ فرماتے ہیں۔

ایمانداری کے ساتھ اور سچے دل سے میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ضروری اور لازمی ہے۔ میں مسلم لیڈروں پر اعتماد بھی کر سکتا ہوں۔ مگر قرآن و حدیث کے احکامات کو کیا کیا جائے یہ مسلمان لیڈر ان احکامات کی تو خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ تو کیا ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محکوم ناامیدی و عذاب رہیں گے! میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا ذہن رسا اور عقلمند دماغ ان مشکلات کا کوئی حل ڈھونڈ کر نکالے گا۔"

حضرات! چودہ برس ہوئے یہ خط ایک بڑے ہندو لیڈر نے ایک دوسرے ہندو لیڈر کو لکھا تھا۔ اس بحث پر میں اپنے خیالات موجودہ کو پیش نظر رکھ کے آپ کے سامنے عرض کرتا

marfat.com

چاہتا ہوں۔ برٹش حکومت اور پارلیمنٹ ایک مدت مدید سے ہندوستان کے مستقبل کے متعلق اپنے دل میں چند پختہ خیالات لئے بیٹھے ہیں، ان خیالات کی پرورش، اس طریقہ پر حکومت نے کی ہے جو کہ انگلستان میں جاری ہے، یعنی پارلیمنٹ ہے اور اس کے دو حصے ہیں ایک دارالعوام، ایک دارالامراء اور ایک کیبنٹ یعنی مجلس وزراء ہے انتخابات میں جو پارٹی غالب رہے، وہ حکومت کرے، انگریزوں کے ذہن میں یہ بات راسخ ہوگئی ہے کہ ہر ملک کے لئے بہترین طرز حکومت یہی ہے اور اسی قسم کی حکومت کی تائید میں زبردست یکطرفہ پروپیگنڈہ کیا گیا۔ یہ پروپیگنڈہ انگریزوں کے سیاسی عقائد کے ہم رنگ تھا اور اسی وجہ سے وہ بالطبع اس کی طرف مائل تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں سے ایک بڑی غلطی سرزد ہوگئی، یعنی انہوں نے ایسا آئین ہندوستان کے لئے بنایا جس کے خدو خال گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں نمایاں ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ انگلستان کے بڑے بڑے سیاستدانوں نے جن کے دماغوں میں وہی عقائد سیاسی بسے ہوئے تھے جن کا میں ابھی ذکر کرچکا ہوں، اپنی تقریروں میں بہ تواتر یہ امید ظاہر کی کہ مرور زمانہ ہندوستان کے اختلافات مٹ جائیں گے اور اس ملک کے مختلف عناصر میں یک جہتی پیدا ہو جائے گی۔

لنڈن ٹائمز جیسا معتبر جریدہ جو انگلستان کی صحافت میں صف اول میں ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے متعلق رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ۔

"ہندو مسلمانوں کے اختلافات محض مذہبی اختلافات نہیں۔ بلکہ یہ اختلافات کلچر کے اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات ان کے شرع و شاشتر کے اختلافات ہیں۔ مختصر یہ کہ دو جداگانہ اور مختلف النوع تمدنوں کے اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات ان تہذیبوں کی جو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ نمائندگی کرتے ہیں مگر زمانہ ان دونوں کے توہمات و اختلافات کو مٹا دے گا اور ہندوستان میں ایک متحدہ قوم کو سانچے میں ڈھال دے گا۔"

یعنی لنڈن ٹائمز کے نزدیک راہ میں صرف توہمات کی مشکلات ہیں مگر یہ بنیادی اختلافات جن کی جڑیں بہت گہری چلی گئی ہیں۔ کلچر، طرز معاشرت، سیاسی اور روحانی معتقدات کے اختلافات ہیں۔ اور انہیں محض توہمات کہہ کے ان کی اہمیت کو ہلکا کیا گیا ہے۔ انہیں محض توہمات کہنا، براعظم ہندوستان کی گذشتہ تاریخ، مسلم نظام ... اور ہندو مذہب کی خصوصیات سے آنکھیں بند کرلینا ہے۔ ہزار ہا سال سے میل جول برابر رہا مگر پھر بھی یہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے ایسے ہی علیحدہ اور مختلف ہیں جیسی کہ ہمیشہ سے تھیں، ان دونوں قوموں پر برٹش پارلیمنٹ غیر طبیعی اور غیر قدرتی ذرائع استعمال کر کے ایک جمہوری آئین مسلط کرتی ہے اور اس طرح بہ جبر ان کو یکجا کرتی ہے۔ اس طریقہ سے یہ دو قومیں ایک ملت واحدہ کی شکل اختیار نہیں کرسکتیں۔ اس کی امید رکھنا فضول ہے۔ ڈیڑھ سو سال سے ہندوستان کی حکومت ایک ایسی حکومت تھی جس میں سارے اختیارات مرکزی حکومت کو حاصل تھے یہ حکومت جو کام نہ کرسکی وہ کام ایک مرکزی فیڈرل حکومت (یعنی ایسی حکومت جس میں صوبہ کی حکومتوں کو قریب قریب خود مختاری کے اختیارات ہوں گے) نہیں کرسکتی۔ ایک ایسی مرکزی فیڈرل حکومت کا فرمان اس براعظم کی ملل مختلفہ گوش اطاعت سے نہ سنیں گی۔ بجز اس کے کہ اس فرمان کی نوک شمشیر سے اطاعت کرائی جائے۔ ہندوستان کا سیاسی مسئلہ ایسا مسئلہ نہیں جو دو فرقوں کے درمیان ہو بلکہ وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو مستقل اور متمائز ملتوں کے درمیان ہے اور اسے حل کرنے کے لئے اس پہلو سے اس پر نظر ڈالنی چاہئے اگر اس بنیادی حقیقت سے صرف نظر کی گئی تو آپ کوئی بھی آئین بنائیں۔ وہ ناکامیاب ہوگا۔ برباد ہوگا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ خود انگریزوں کے اور ہندوستانیوں کے لئے مضرت کا باعث ہوگا۔ اگر حقیقت میں انگریز دل سے چاہتے ہیں کہ اس ملک کے باشندوں کو امن و راحت نصیب ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان میں جو بڑی قومیں ہیں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ حصے

FOR YOUR FLYING PLEASURE

TRAVEL TIPS

MOHAMMAD USMAN G.ALLANA ROAD,
KHARADAR KARACHI TEL: 205124 20515
CABLE: MOHINI

maarifat.com

مقرر کردیجئے اور ہندوستان کو خود مختار قومی حکومتوں میں تقسیم کردیجئے۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ حکومتیں ایک دوسرے سے مخالفت رکھیں۔ برعکس اس کے آج کل جو ایک دوسرے سے رقابت کا بازار گرم ہے اور ایک قوم سیاسیات میں اور نظام سوسائٹی میں دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا چاہتی ہے یہ کشمکش دور ہوجائے گی۔ ان حکومتوں کے قائم ہونے سے، ہندوستان کی قوموں میں معاہدات ہوجائیں گے اور اس طرح تعلقات شیریں ہوجائیں گے اور ہمسایہ قومیں کامل آسائش اور اتفاق سے زندگی بسر کریں گی۔ اقلیتوں کے مسئلہ کا حل بھی آسان ہوجائے گا، کیونکہ ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان کے مابین اقلیتوں کے بارے میں باہمی معاہدات اور سمجھوتے ہوجائیں گے کہ جیسا اچھا سلوک ایک حکومت اقلیتوں کے ساتھ کرے گی۔ معاہدے کی رو سے ویسا ہی دوسری حکومت اپنی اقلیتوں کے ساتھ کرے گی اور اس طرح سے مسلم اقلیتوں اور دوسری اقلیتوں کے مفاد کا تحفظ بہتر اسلوب سے ہوسکے گا۔

معلوم نہیں کہ ہمارے ہندو دوست، اسلام اور ہندو مذہب کی اصل روح کو کیوں نہیں سمجھتے۔ یہ دونوں ایسے سوشل نظام ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ اور مختلف ہیں۔ مذہب کا لفظ جن محدود اور تنگ معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے اس کا اطلاق ان پر نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک محض خواب ہے کہ کبھی مسلمان اور ہندو ایک قوم ہوجائیں گے۔ اور یہ غلط خیال کہ ہندوستان ایک قوم ہوجائے یا ایک قوم ہے مناسب حدود سے تجاوز ہوگیا ہے خواہ مخواہ اس پر زور ڈالا جارہا ہے اور آئے دن کے جھگڑوں کا باعث یہی غلط خیال ہے۔ اور اگر ہم جلد اس غلط فہمی کا ازالہ نہ کریں گے تو ہندوستان کی تباہی کے باعث ہوں گے۔ مسلمان اور ہندوؤں کا فلسفہ حیات جدا، مذہبی عادات و اطوار جدا، لٹریچر اور ادب جدا، نہ وہ آپس میں شادی بیاہ کریں، نہ وہ ساتھ مل بیٹھ کر کھائیں۔ یہ دو تہذیبیں ہیں،۔ جن کی غایت مقصود، جن کے مطمع نظر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کا نظریہ حیات جدا ہے۔ ان کی تاریخ جس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور جس سے ان کے دل میں امنگیں پیدا ہوتی ہیں، علیحدہ ہیں۔ ان کے کارنامے ان کے ہیرو ان کے جنگ ان کے واقعات جدا جدا ہیں۔ اکثر ایک کا ہیرو دوسرے کا دشمن ہے۔ اور اس طرح ایک کی شکست دوسرے کی فتح ہے۔ ایسی دو قوموں کو ایک جوئے میں جوت دینا اور اس طرح جوت دینا کہ ایک اقلیت میں رہے اور دوسری اکثریت میں روز افزوں ناخوشگواری کا باعث ہوگا ایسے حالات میں حکومت کا جو نقشہ قائم کیا جائے گا وہ بالآخر تباہ و برباد ہوکر رہے گا اس کی مثالیں تاریخ میں بہت ملتی ہیں۔ مثلاً برطانیہ عظمیٰ میں آئرلینڈ کو ملایا گیا۔ چیکو سلواکیہ اور پولینڈ کو ملایا گیا۔ تاریخ میں ہم کو ان ملکوں کی مثالیں بھی ملتی ہیں جو ہندوستان سے وسعت میں بہت کم تھے۔ اور ایک ملک کے جاسکتے تھے۔ مگر جنہیں ان قوموں کی مناسبت سے جو ان میں آباد تھیں تقسیم کردیا گیا اور ان قوموں کی علیحدہ علیحدہ ریاستیں قائم کردی گئیں بلقان کے شبہ جزیرے میں سات آٹھ خود مختار ریاستیں قائم ہیں۔

آئی بیریا کے شبہ جزیرے میں پرتگال اور اسپین کی دو حکومتیں موجود ہیں۔ ہندوستان ایک ملک ہے اور اس میں ایک قوم آباد ہے حالانکہ ایسا نہیں اور کوشش یہ کی جارہی ہے کہ یہاں ایک مرکزی حکومت قائم کی جائے۔ تاریخ بتارہی ہے کہ گزشتہ بارہ سو برس میں ہندوستان کی حکومت کبھی ایک ہاتھ میں مجتمع نہ ہوئی اور ہندوستان ہمیشہ ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں منقسم رہا۔

یہ مصنوعی وحدت جو ہندوستان کو اس وقت حاصل ہے اپنی تمدن، اقتصادی، مادی، معنوی ترقی کا راستہ خود بنائیں۔ اور خدا نے جو مخصوص قوتیں انہیں ودیعت کی ہیں انہیں بروئے کار لائیں۔ ایمانداری کا یہی تقاضا ہے کہ اس مسئلہ کو باعزت اور پر صرف اس وقت سے ہے جب کہ انگریزوں نے اس ملک کو فتح کرلیا اور یہ وحدت انگریزی سنگینوں کے بل بوتے پر قائم ہے۔ لیکن جس وقت برٹش دور حکومت نہ رہے گا (اور ہز مجسٹی کی حکومت نے جو اعلان کیا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ حکومت اہل ہند کے سپرد کردی جائے گی) اس وقت حکومت تہ و بالا ہوجائے گی اور وہ وقت پیش خیمہ ہوگا اس تباہی کا جو مسلمانوں کی ہزار سالہ عہد حکومت میں کبھی پیش نہ آئی تھی۔ انگریز ڈیڑھ سو برس زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں رکھنے کے بعد یہ ترک چھوڑ کر نہ جائیں گے اور نہ ہندو نہ مسلمان اس بربادی کا خطرہ اپنے سر مول لیں گے۔

مسلم ہند ہرگز کسی ایسے سیاسی آئین کو نہیں قبول کرسکتا جس کا ضروری نتیجہ ایک ہندو اکثریت کی حکومت ہو۔ ہندو اور مسلمانوں کو ایک ایسے جمہوری آئین کے ماتحت یکجا لانا جو اقلیت پر زبردستی عائد کیا جائے سوائے ہندو راج کے اور کچھ معنی نہیں رکھتا۔ وہ جمہوریت جو خداوندان کانگریس کو لبھائے ہوئے ہے حراروف ہے۔ ان تمام چیزوں کی تباہی کے جو مسلمانوں کو سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہم کو پچھلے ڈھائی برس میں صوبہ کی آئین کی عملی کارروائی کا کافی تجربہ ہوچکا ہے اور کسی ایسی حکومت کا دوبارہ آنا خانہ جنگی کی طرف لے جائے گا اور پرائیوٹ فوجیں بنائی جائیں گی جیسا کہ مسٹر گاندھی نے سکھر کے ہندوؤں سے کہا تھا۔ مسٹر گاندھی نے ان کو یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ پرائیوٹ مسلح جماعتیں قائم کریں جو تشدد یا عدم تشدد سے مدافعت کریں ان پر ضرب لگائی جائے تو وہ ضرب سے جواب دیں اور اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو وہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان اقلیت میں ہیں یہ صحیح نہیں ہے آپ ذرا اپنے گرد و پیش نظر ڈالئے۔ ہندوستان کے نقشے کو جو انگریزوں کا بنایا ہوا ہے دیکھئے گیارہ صوبوں میں سے ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی کم و بیش اکثریت ہے وہاں وہ حکومت کررہے ہیں باوجود اس کے کہ کانگریس ہائی کمانڈ کا فیصلہ یہ تھا کہ عدم تعاون کیا جائے۔ اور سول نافرمانی کی تیاری کی جائے مسلمان ایک قوم ہیں۔ قوم کے لفظ کی کسی طرح تعریف کیجئے۔ اس لفظ کا ان پر اطلاق ہوگا۔ اور مسلمانوں کا حق ہے کہ ان کا مخصوص حصہ ملک ہو جسے وہ اپنا سمجھیں اور ان کی حکومت ہو وہ ایک اقلیم کے مالک ہوں ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان امن طریقہ سے حل کیا جائے۔ یہ فرض مقدس ہمارے ذمہ عائد ہوتا ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کے مفاد کا خیال یہ فرض ہم پر عائد کرتا ہے کہ ہم کسی حالت میں اس مقصد کے حصول سے باز نہیں رکھے جاسکتے کسی قسم کی دھمکی یا تخویف سے ہم اپنے ارادے سے ہٹ نہیں سکتے۔ ہمیں اس کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا چاہئے۔

حضرات! یہ کام ہمارے سامنے ہے۔ اس مہم کو ہمیں سر کرنا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ میں نے آپ کی بہت سمع خراشی کی۔ میں آپ سے بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہوں مگر میں نے اپنے معروضات کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا ہے اور آپ اس پمفلٹ کو آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ پمفلٹ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کیا گیا ہے اور لیگ کے دفتر سے مل سکتا ہے۔ اس پمفلٹ سے آپ پر واضح ہوجائے گا کہ ہمارے مقاصد کیا ہیں۔ اس پمفلٹ میں لیگ کے ضروری ریزولیوشن اور بیانات درج ہیں بہرحال جو کام ہمیں کرنا ہے اس کا خاکہ آپ کے سامنے میں نے پیش کردیا ہے کچھ آپ کو اندازہ ہے کہ یہ کام کتنا بڑا اور کتنا عظیم الشان ہے! آپ کو اندازہ ہے کہ آزادی اور خودمختاری محض بحث و دلائل سے حاصل نہیں ہوتی؟

میں اہل علم اور اہل ذکاء حضرات سے اپیل کرتا ہوں۔ دنیا میں ہر مقام پر تحریک آزادی کے علمبردار اور اس کے ہراول یہی لوگ رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں میں جن کے پاس علم و بصیرت ہے وہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو یہ سنا دینا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ دھن آپ کے جسم و روح میں سرایت نہ کرجائے گی۔ جب تک آپ کمربانده کر اس کے لئے تیار نہ ہوجائیں گے۔ جب تک دل و جان سے ہر قربانی کے لئے آمادہ نہ ہوجائیں گے اس وقت تک آپ شاید مقصود سے ہم کنار نہ ہوں گے۔

دوستو! پورا پورا تہیہ کرلیجئے اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ آپ چاہتے کیا ہیں؟ اور اس کے بعد حصول مقاصد کے ذرائع کی فکر کیجئے اور پھر اپنی تنظیم کیجئے۔ اپنی اس جماعت کی تنظیم کیجئے۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن مضبوط کیجئے۔ جمہور اسلام آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے رہنمائی کے طالب ہیں۔ آپ ان کی رہنمائی کیجئے۔ خادم اسلام بن کر آگے بڑھئے اور تعلیم، سیاسیات، اقتصادیات اور اجتماعیات میں مسلمانوں کی تنظیم کیجئے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ ملک میں ایک ایسی قوت بن جائیں گے جس کا لوہا سب مانیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین و آفرین)

marfat.com

ہندوستان کے آئین اساسی کے بارے میں قرارداد جو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں منظور کی گئی۔

۱۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس کارروائی کو جو لیگ کی کونسل اور ورکنگ کمیٹی نے کی اور جس کارروائی کا اظہار ان کے ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء اور ۳ فروری ۱۹۴۰ء کے ریزولیوشن سے ہوتا ہے، منظور کرتا ہے۔ اور اس کی تائید کرتا ہے اور پر زور طریقہ سے اس رائے کا اعادہ کرتا ہے کہ فیڈریشن کی وہ تجویز جس کا بیان گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں کیا گیا ہے۔ ان مخصوص حالات کے ماتحت جو اس ملک میں ہیں سراسر ناموزوں اور ناقابل عمل ہے اور ہندوستان کے مسلمان اس اسکیم کو کسی طرح منظور نہیں کر سکتے۔

۲۔ نیز یہ اجلاس اپنی اس مستحکم رائے کو قید تحریر میں لاتا ہے کہ اگرچہ وہ اعلان جو منجانب گورنمنٹ شاہنشاہ معظم جناب وائسرائے نے ۱۸ اکتوبر کو شائع کیا ہے اس حد تک اطمینان بخش ہے کہ اس اعلان میں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی پالیسی و تجاویز پر ہندوستان کی مختلف جماعتوں اور پارٹیوں کے مشورے کے بعد دوبارہ غور کیا جائے گا۔ مگر مسلمانان ہند کو اس وقت تک اطمینان نہ ہوگا جب تک قانون اساسی کی تجاویز پر از سر نو غور نہ کیا جائے گا۔

اور یہ مسلمان کوئی ایسی تجویز منظور نہیں کر سکتے جس پر اگرچہ غور کر لیا گیا ہو مگر مسلمانوں کی منظوری اور رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو۔

۳۔ قرار پایا کہ بعد کامل غور کے اس اجلاس کی یہ رائے ہے کہ قانون اساسی کے متعلق کوئی تجویز مسلمانان ہند کے لئے قابل قبول نہ ہوگی۔ اور نہ وہ اس ملک میں قابل عمل ہوگی۔ جب تک کہ اسکی بنیاد اس اصول پر نہ ہو یعنی یہ کہ ملک کے ایسے حصے جو جغرافیائی طور پر ایک دوسرے سے وابستہ ہوں، بطور علاقوں یا اقالیم کے قائم کئے جائیں اور ان اقالیم کو ضروری ترمیمات اراضی کے بعد اس طرح ترتیب دیا جائے کہ ان علاقوں یا اقالیم میں جہاں مسلمان بلحاظ تعداد مردم شماری اکثریت میں ہیں جیسے ہندوستان کے شمال و مغرب اور مشرق کے قطعات ان کو یکجا کر کے آزاد حکومتیں بنائیں جائیں اور اس میں سے ہر ایک حکومت اپنی جگہ پر خود مختار ہو اور آزاد ہو۔ ان موثر اور واجب العمل دفعات رکھی جائیں۔ اس طرح کہ ان اقلیتوں کے مذہبی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی حقوق اور وہ حقوق جن پر سلطنت کی انتظامی کارروائیوں سے اثر پڑتا ہو بعد المشورہ محفوظ رکھے جائیں اور ہندوستان کے دوسرے حصص میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں مسلمانوں سے اور دوسری اقلیتوں سے مشورہ کرنے کے بعد ان کے اور دوسری اقلیتوں کے مذہبی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے خاص دفعات رکھے جائیں۔

مزید یہ کہ اجلاس ورکنگ کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اصول متذکرہ بالا کے تحت کانسٹی ٹیوشن کی ایک ایسی اسکیم تیار کرے جس میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ بالاخر ان حکومتوں کو دفاع، امور خارجہ، رسل و رسائل، محصول درآمد و برآمد، و دیگر مناسب امور حسب ضرورت سپرد کر دیئے جائیں گے۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے جناب فضل الحق نے کہا کہ ہم نے قطعی طور سے صاف بیان کر دیا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ صرف فیڈریشن کے آئیڈیا کے لئے دفع الوقتی نہیں ہے بلکہ ہم اس کی مکمل طور پر جانچ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ فیڈریشن کے تصور کو قطعی طور پر رخصت کر دیا جائے۔ فیڈریشن کا یہ خیال نہ صرف لازمی طور پر ملتوی کر دیا جائے بلکہ اس کو تمام تر ترک کر دیا جائے۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کئی مواقع پر اور بنگال لیجسلیٹو اسمبلی میں میں نے ایک پرزور اور قطعی دعویٰ کیا کہ ہندوستان کے مسلمان کسی ایسی اسکیم کو قبول نہیں کریں گے جو کہ ہماری مرضی کے مطابق تشکیل نہ دی گئی ہو۔ ہم اس قسم کے آئین کو مکمل طور پر ناکام بنا دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ جنہیں یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ہندوستان کے مستقبل کے آئین کی تشکیل کر سکیں مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھیں گے اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس پر انہیں پچھتانا پڑے۔ ہم نے اپنی پوزیشن صاف کر دی ہے۔ مسئلہ بڑا سادہ ہے اس وقت تمام ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمان بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ اگرچہ بڑی تعداد دکھائی پڑتی ہے لیکن درحقیقت مسلمان تعداد کے اعتبار سے تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ میں کمزور پوزیشن میں ہیں۔ پنجاب اور بنگال میں ہم ایک موثر اکثریت میں ہیں لیکن باقی ہر جگہ اقلیت میں ہیں۔ حالت کچھ ایسی ہے کہ خواہ آئین کیسا ہی کیوں نہ ہو مسلمانوں کے مفادات پر زد پڑے گی۔ جیسا کہ انہیں صوبائی خودمختاری پر عملدرآمد کے سلسلہ میں پچھلے تین سالوں میں صعوبت برداشت کرنا پڑی۔

مسٹر فضل الحق نے مولانا ابوالکلام آزاد کے ان بیانات کو جو انہوں نے کانگریس کے صدارتی خطبہ میں دیئے تھے غیر اسلامی جذبات سے تشبیہ دی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ مسلمانوں کو مضطرب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ آٹھ کروڑ کوئی کم تعداد نہیں اور انہیں خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسٹر فضل الحق نے کہا کہ اگر آٹھ کروڑ کی ایک خاصی تعداد ایک صوبہ میں مجتمع ہوتی تو ہمیں خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جیسے اب ہم واقع ہیں تو ہمارا سیاسی دشمن صورت حال سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہمارے دوست یاد رکھیں گے کہ یہاں تک پنجاب اور بنگال میں بھی ہماری پوزیشن بہت زیادہ محفوظ نہیں ہے۔ قانون ساز اسمبلیوں میں ہماری کوئی زیادہ اکثریت نہیں ہے۔ ہمیں دوسرے مفادات اور اقلیتوں سے مدد مانگنی پڑتی ہے۔ تاکہ ہم کولیشن حکومتیں بنا سکیں۔ جو کہ آئینی ماہرین کے نزدیک حکومت کی کمزور ترین قسم ہیں۔ جہاں تک دوسرے صوبوں کا تعلق ہے ہم بہت کمزور پوزیشن میں ہیں۔ اور اکثریت کے رحم و کرم پر ہیں۔ جب تک کہ مسلمان آبادی کی اس غیر مساوی تقسیم کا کوئی تسلی بخش حل نہیں تلاش کیا جاتا تب تک آئین میں پیش رفت یا آئینی تحفظات کی باتیں بے کار ہوں گی۔

میں ہندوستان میں اپنے مسلمان دوستوں سے انتہائی سنجیدگی سے اپیل کروں گا کہ وہ متحد رہیں تاکہ وہ پرسکون اور سنجیدہ فیصلہ پر عملدرآمد کر سکیں اور یاد رکھیں کہ ہمیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونا ہے اور ہم کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ یہ ہر ایک کا اپنا معاملہ ہے اور اس سلسلے میں مسلمانان ہند کا موئید کوئی نہیں۔ مسٹر حق نے اپیل کی کہ سامعین ان کی تحریک کو منظور کر لیں اور امید کی کہ اس کا نتیجہ بہتر نکلے گا۔

ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے چوہدری خلیق الزماں نے فرمایا کہ انہیں ان حالات کے متعلق سوچنا چاہئے جن کی بنا پر مسلمان علیحدگی کا اور اپنی حکومتوں کے قیام کا جہاں وہ اکثریت میں ہیں مطالبہ کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اولاً اس مطالبہ کی ذمہ داری برطانوی حکومت کے اوپر ہے جنہوں نے ہندوستانیوں کے استحصال کرنے کی غرض سے اعلان کر دیا کہ انڈیا ایک قوم ہے۔ اور اکثریت اور اقلیت کا سوال پیدا کر دیا۔ انہوں نے زبردست پروپیگنڈہ کا دروازہ کھول دیا جس سے یہ سوال ایک حقیقی مسئلہ بن گیا جبکہ درحقیقت اس سوال کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

برطانیہ کے بعد کانگریس اور اکثریتی فرقہ مسلمانوں کے مطالبہ علیحدگی کے ذمہ دار تھے۔ پچھلے تین برسوں کے دوران کانگریس صوبوں میں ۱۹۳۵ء کے قانون کے صوبائی حصہ پر عملدرآمد نے علیحدگی کے سوال کو آخر کار حتمی طور پر طے کر دیا۔ ان صوبوں میں اقلیت کے ساتھ اکثریت نے جو سلوک کیا وہ کسی تبصرے کا محتاج نہیں۔ مسلمانوں نے جان لیا کہ ان کی بقا خطرے میں ہے اور اگر وہ اپنا تشخص برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اس کے لئے لازمی طور پر جدوجہد کرنی چاہئے۔ تیسری اور آخری ذمہ داری ان مسلمانوں کی تھی جنہوں نے حریف تنظیمیں قائم کر کے یا کانگریس اور دوسری غیر مسلم سیاسی جماعتوں میں شرکت کر کے مسلمانوں کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے چوہدری خلیق الزماں نے فرمایا کہ انہوں نے مسٹر ابوالکلام آزاد سے اختلاف کیا جب انہوں نے یہ کہا کہ مسلمان اس قدر طاقت ور ہیں کہ وہ اپنا دفاع خود کر سکیں۔ تو انہیں علیحدگی کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان مسلمانوں کی ذمہ داری زیادہ بڑی ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچایا ہے کیونکہ وہ صرف موجودہ نسل کو ہی نہیں بلکہ مستقبل کی نسل کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اگر کانگریس کا

marfat.com

مومنو! ایک دُوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ سُورۃ النسآء ۲۹

O believers, you should not usurp unjustly the wealth of each other, but trade by mutual consent; and do not destroy one another. Allah is merciful to you.
An-Nisa 29

نہ مسلم کانگریس کے مشوروں پر عمل کرتی رہی تو یقینی طور پر ہندوستان میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

ریزولیوشن کی حمایت کرتے ہوئے مولانا ظفر علی خان نے کہا کہ وہ آج کے دن یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جیسے وہ آزاد ہندوستان سے بول رہے ہوں انہوں نے ایک طویل عرصہ تک ہندو مسلم اتحاد کی وکالت کی اور کئی سال تک کانگریس میں رہے۔ اس تمام وقت کے دوران انہیں یہ اندازہ ہوا کہ کانگریس آزادی کے حصول کے لئے بے قرار نہیں بلکہ در حقیقت وہ اقلیتوں کو دبانا چاہتی ہے۔ کانگریس نے یہ حالیہ اونچی پوزیشن اس حمایت کے نتیجہ میں حاصل کی جو کہ مسلمانوں نے ماضی میں اس جماعت کی کی تھی۔ لیکن اب کانگریس نے مسلمانوں سے بے رخی کا رویہ اپنا لیا ہے۔ وہ اور اس مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دیگر افراد مسلم لیگ پر کوئی تعمیری پروگرام نہ رکھنے کے لئے تنقید کرتے رہے ہیں۔ کانگریس کی آئین ساز اسمبلی کی تجویز کا حوالہ دیتے ہوئے مولانا ظفر علی خان نے زور دے کر کہا وہ کسی ایسے آئین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے جسے ہندوستان کے مسلمانوں کی حمایت اور تائید حاصل نہ ہو۔

سرحد اسمبلی میں حزب اختلاف کے رہنما سردار اورنگ زیب خان نے فرمایا کہ انہیں اس ریزولیوشن کی تائید کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے جو کہ "شیر بنگال" نے پیش کیا ہے۔ اس پر سکون اور ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ انہوں نے ہندو صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے اس ریزولیوشن کی تائید کرنے پر انہیں مبارکباد پیش کی جس میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کے لئے آزادی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ صوبہ سرحد کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ان کا صوبہ ہندوستان میں داخلے کا دروازہ ہے۔ اور وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو کہ ہندو صوبوں میں رہ رہے ہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم اپنے ہم مذہبوں کے لئے ہمہ وقت اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو اقلیتی فرقہ کہنا مہمل بات ہے کیونکہ ہندوستان کے چار صوبوں میں وہ اکثریت میں ہیں۔ تقریر کے اختتام پر سردار اورنگ زیب نے کہا کہ "ہم برطانوی جمہوریت کا مطالبہ نہیں کرتے۔ جو کہ سوائے سروں کی گنتی کے کچھ نہیں، مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں ہم مسلم قوم کیلئے ایک گھر چاہتے ہیں اور ہمارا گھر ایسا ہی ہے جس کی طرف ریزولیشن میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سر عبد اللہ ہارون نے فرمایا کہ یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ مسلمان ہندوستان میں سندھ کے راستے داخل ہوئے۔ سندھ کے مسلمانوں کو سب سے پہلے اس سوال سے سابقہ پڑا جو کہ اب لیگ کے سامنے ہے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ نے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں میں "آزاد ریاستیں" قائم کرنے کے لئے ایک ریزولیوشن کی منظوری دی۔ اس وقت سے کئی آئینی اسکیمیں تشکیل دی جا چکی تھیں اور لیگ کی اعلیٰ قیادت جن کا جائزہ لے رہی تھی اب یہ مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ ان کی بلا جھجک منظوری دیں۔ سر عبد اللہ ہارون نے ہندوؤں کو متنبہ کیا کہ اگر ہندو صوبوں میں مسلمانوں سے غیر منصفانہ برتاؤ روا رکھا گیا تو مسلم صوبوں کے ہندوؤں سے بھی اسی طرح کا سلوک کیا جائے گا۔ جس طرح کا سلوک ہٹلر نے سوئیڈن سے روا رکھا انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ ریزولیوشن میں پیش کی گئی تجاویز ہندوؤں اور برٹش دونوں کے لئے قابل قبول ہوں گی کیونکہ اس نازک مسئلے کا اس سے بہتر حل ممکن نہیں۔
نماز کا وقت ہو جانے کی وجہ سے اجلاس اتوار کی صبح تک ملتوی ہو گیا۔

تیسرا دن

تیسرے دن مسلم لیگ کا اجلاس ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پر شروع ہوا۔ مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری نواب زادہ لیاقت علی خان نے اعلان کیا کہ قائد اعظم ذرا دیر سے تشریف لائیں گے اور انہوں نے مجھ سے اجلاس کی کارروائی شروع کر دینے کے لئے کہا ہے۔ نواب ممدوٹ کو صدارت کے لئے چنا گیا۔ اور تلاوت قرآن کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ جنرل سیکریٹری نے اعلان کیا کہ دوسرا کھلا اجلاس شام کو منعقد ہوگا۔ چنانچہ ریزولیوشن اور آئینی مسئلہ پر بحث کا آغاز کر دیا گیا۔ اس دوران قائد اعظم بھی تشریف لے آئے اور مسند صدارت پر متمکن ہو گئے۔

بہار مسلم لیگ کے صدر خان بہادر نواب محمد اسماعیل نے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایک اقلیتی صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں جہاں کے مسلمانوں کو تقریر کی آزادی حاصل نہیں۔ اس اجلاس میں جو کہ ایک آزاد سرزمین پر منعقد کیا جا رہا ہے انہیں آزادی سے تقریر کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ انہوں نے اکثریتی صوبوں کی طرف سے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے حقوق کو کچلنے کی کوشش کے مقابلے میں امداد کی پیشکش کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہیں پورا اعتماد ہے کہ ان کے صوبے کے مسلمان مشکل وقت میں اپنا دفاع خود کرنے کے اہل ہیں۔ مولانا آزاد کے صدارتی خطبہ کا حوالہ دیتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا کہ وہ کانگریس کو یہ بتانا چاہیں گے کہ مولانا آزاد کی آواز مسلمانوں کی آواز نہیں۔ یہ جناح ہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کے خیالات کی صحیح عکاسی کی۔

مسٹر محمد عیسیٰ خان نے اقلیتی صوبوں میں آباد اپنے ہم مذہبوں کو یقین دلایا کہ اکثریتی صوبوں میں آزادی کے حصول کے بعد وہ انہیں فراموش نہیں کر دیں گے۔ اور ان کی حتی الوسع مدد کرنے پر تیار رہیں گے۔ انہوں نے سامعین کو یاد دلایا کہ صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی مانند بلوچستان کے مسلمان بھی محافظ ہند تھے کیونکہ وہ درہ بولان کے نگران ہیں۔ وہ عظیم ذمہ داری کے امین تھے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ وہ اقلیتی صوبوں میں اپنے بھائیوں کی نظروں میں اس ذمہ داری سے اچھی طرح عہدہ بر آں ہوں گے۔

مدراس اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے رہنما جناب عبدالحمید خان نے اعلان کیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ پچھلے چار سالوں سے آزادی ہند کے لئے لڑ رہی ہے۔ اس جدوجہد کے دوران انہوں نے اس امید میں ہندوؤں کے ساتھ تعاون کیا کہ ہندوستان کی آزادی کا مطلب اس میں بسنے والے ہر فرد کی آزادی ہے۔ لیکن گیارہ میں سے سات صوبوں میں قائم کانگریسی حکومت کے ڈھائی سالہ دور میں اس کے کردار نے ہمارے اس یقین کو متزلزل کر دیا۔ جناب عبدالحمید خان نے کہا کہ ان صوبوں کی کانگریس حکومتوں کا شکریہ کہ مسلمان بیدار ہو گئے اور مسلم لیگ ان تمام صوبوں میں منظم ہو گئی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ جب لیگ بھی نیا آئین بنائے گی تو اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کی رائے کو مدنظر رکھا جائے گا۔

بمبئی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر نے واضح کیا کہ ایسی کل ہند فیڈریشن جس میں مسلمان ایک بے اثر اقلیت کی حیثیت میں ہوں ان کو ہرگز قابل قبول نہیں۔ انہوں نے تائید کی کہ ریزولیشن میں پیش کردہ اسکیم ہر لحاظ سے منصفانہ ہے۔ اور مسلمان کسی بھی حالت میں ایک ایسی آئین ساز اسمبلی کی کانگریسی تجویز قبول نہیں کریں گے جہاں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی ہو۔ انہوں نے باور کرایا کہ راج کوٹ انکوائری کمیٹی کے تقرر کے وقت گاندھی نے اس شرط کے ساتھ ہر دو مسلمان ممبران کو کمیٹی میں شامل کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا کہ وہ پرجا پریشد کے ممبران کے ساتھ مل کر ووٹ دیں گے کیا

marfat.com

وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائی پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر اُن سے تہہ بہ تہہ جڑے ہوئے دانے نکالے پھر کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور ہر ایک کی خصوصیات الگ الگ بھی ہیں۔ سورۃ الانعام ۹۹

It is He who sends down water from the skies, and brings out of it everything that grows, the green foliage, the grain lying close, the date palm trees with clusters of dates, and the gardens of grapes, and of olives and pomegranates, so similar yet so unlike.

Al-An'am- 99

کانگریس مسلمانوں کو اس قسم کی آزادی دے گی؟۔

سید عبدالرؤف شاہ صدر سی پی مسلم لیگ نے کہا کہ وہ ایک ایسے صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کانگریس کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ کانگریس کے اس رویہ کے باوجود مسلمانوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ انہوں نے اپنے ہم مذہبوں سے اپیل کی کہ وہ اقلیتی صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے فکرمند نہ ہوں تاہم انہیں خدا سے امید ہے کہ ایک دن وہ بھی اپنے اکثریتی صوبوں والے بھائیوں کی مانند آزاد ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد عالم جو کہ حال ہی میں کانگریس سے مستعفی ہوئے تھے ریزولیوشن کی تائید کرنے آئے تو ان کا پر زور تالیوں سے استقبال کیا گیا۔ انہوں نے اس خیال کی پر زور تردید کی کہ ریزولیوشن میں پیش کردہ اسکیم محض ایک خواب ہے۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ یہ ایک حقیقت کا روپ دھارے گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ جب اس قسم کی تجویز ۱۵-۱۹۱۴ء میں بھائی پرمانند نے غدر پارٹی کی طرف سے پیش کی تھی تو کسی شخص نے اسے خواب سے تعبیر نہیں کیا تھا۔ کانگریس کی پوزیشن کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عالم نے کہا کہ "کانگریس آزادی کی خواں نہیں بلکہ وہ برطانوی حکومت کی سرپرستی میں ہندو راج کا قیام چاہتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا محمد علی کی مانند ممتاز مسلم قوم پرستوں نے اپنا تعلق کانگریس سے ختم کر لیا تھا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کی بلکہ درحقیقت کانگریس اپنی اصل پوزیشن سے منحرف ہو گئی۔ اور اس نے مکمل آزادی کا مقصد ترک کر دیا تھا۔ ڈاکٹر عالم نے بتایا کہ کس طرح وہ لیگ میں شمولیت اختیار کرنے سے پہلے محمد علی جناح سے ملنے دہلی گئے اور دریافت کیا کہ ریزولیوشن میں پیش کردہ لائحہ عمل کو حاصل کرنے کے لئے مسلم لیگ کیا قربانی دینے کے لئے تیار ہوگی۔ ڈاکٹر عالم نے مزید کہا کہ مسٹر جناح نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اس کے لئے اپنی جان دے دیں گے اور سب سے پہلے جیل جانے کے لئے تیار رہیں گے۔ (پر زور تالیاں) ڈاکٹر عالم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ضلع، قصبہ، دیہات اور محلوں میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کر کے قائداعظم کے ہاتھ مضبوط کریں۔

جب ڈاکٹر عالم کے خطاب کے بعد قائداعظم نے اعلان کیا کہ فلسطین سے متعلق ایک ریزولیوشن عام اجلاس میں پیش کیا جائے اگرچہ یہ سبجیکٹ کمیٹی میں پہلے ہی پیش کیا جا چکا تھا۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ دوسرے غیر سرکاری ریزولیشنز پر کمیٹی میں رائے زنی کرنے کے لئے وقت کا تعین کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ آئینی مسائل سے متعلق ریزولیوشن پر بحث ملتوی کر دی گئی۔ اور فلسطین ریزولیوشن مسٹر عبدالرحمان صدیقی نے پیش کیا آپ نے گزشتہ سال قاہرہ میں منعقدہ فلسطین کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ ریزولیوشن درج ذیل ہے۔

قرارداد ۲

آل انڈیا مسلم لیگ فلسطین کے عربوں کے ساتھ برطانوی حکومت کے تصفیہ میں حد سے زیادہ تاخیر کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اپنی سوچی سمجھی رائے صاف اور غیر مبہم زبان میں ضابطہ تحریر میں لاتی ہے کہ کوئی بھی ایسا انتظام تدریجا فلسطین میں نہ کیا جائے گا جو کہ مسلم دنیا اور خصوصاً مسلمانان ہند کو دیئے گئے اس عہد کی رو کے منافی اور برخلاف ہو۔ جو کہ ۱۴-۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم میں ان کی بھرپور مدد حاصل کرنے کے لئے ان سے کیا گیا تھا۔ مزید برآں مقدس سرزمین میں بڑی تعداد میں برطانوی فوج کی موجودگی کا فائدہ اٹھانے اور عربوں کو مرعوب کر کے انہیں محکومی پر مجبور کرنے کے خطرہ سے خبردار کرتی ہے۔"

سر سید رضا علی نے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے اس حقیقت پر اظہار تاسف کیا کہ فلسطین سے کوئی خبر نہ آئی تھی۔ بعد میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے ریزولیوشن کی تائید کی اور اسے کھلے اجلاس میں منظور کر لیا گیا۔

اس مرحلے پر اجلاس ملتوی ہو گیا۔

اجلاس نو بجے دوبارہ شروع ہوا اور قائداعظم نے خاکساروں کے مسئلہ پر ریزولیوشن پیش کیا۔

قرارداد ۳

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ۱۹ مارچ کو وقوع پذیر ہونے والے افسوس ناک واقعہ پر اپنے گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ جس میں پولیس اور خاکساروں کے درمیان تصادم سے ایک بڑی تعداد میں جانوں کا ضیاع ہوا اور بہت سے زخمی ہوئے اور ان لوگوں سے جو اس کا نشانہ بنے ان کے خاندانوں اور اعزہ سے گہری دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایک آزاد غیر جانبدار انکوائری کمیٹی نامزد کرے جس کے شرکاء پر عوام کو مکمل اعتماد ہو اور ان ہدایات کے ساتھ کہ وہ مکمل تحقیقات اور انکوائری اس تمام معاملے کے سلسلہ میں کریں اور جتنی جلد ممکن ہوسکے۔ اپنی رپورٹ پیش کریں۔

یہ اجلاس ورکنگ کمیٹی کو مکمل اختیار دیتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں جو کارروائی بہتر اور مناسب سمجھیں کمیٹی کی رپورٹ شائع ہونے کے فوراً بعد اس پر عملدرآمد کریں۔

یہ اجلاس مختلف حکومتوں سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ خاکسار تنظیم کو غیر قانونی قرار دینے کے احکامات جتنی جلد ممکن ہوسکے واپس لئے جائیں۔

قرارداد کی وضاحت کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ "یہ قرارداد سبجیکٹ کمیٹی میں رات کو نو بجے سے دن کے دو بجے تک مباحثہ کے نتیجہ میں مرتب کی گئی۔ " سبجیکٹ کمیٹی نے یہ قرارداد اس شکل میں منظور کی جس میں یہ آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ انہوں نے اسے متفقہ طور پر پاس کر دیا ہے اب اس پر مباحثہ کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ قرارداد ان کی متفقہ سوچی سمجھی رائے کی آئینہ دار ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ بتادوں کہ یہ ریزولیوشن صدر کی طرف سے پیش کیا جائے۔ اس طریقہ کار کو اختیار کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ کہ یہ ناپسندیدہ بات ہوگی کہ لوگ آ رہے ہیں اور تقریر پر تقریر کر رہے ہیں۔ جذبات پر قابو پانا بڑا مشکل کام ہے اور بعض ایسی بات کہہ دیں گے جس سے ہمارے مفادات کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہوسکتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ معاملہ عدالت میں پیش ہے۔ اور اس کے لئے مکمل تحقیقات اور انکوائری کی ضرورت ہے اور یہ درست بات نہ ہوگی کہ ایک طرف تو ہم انکوائری کے لئے مطالبہ کریں اور دوسری طرف ہم اپنا فیصلہ دے دیں۔

انہوں نے سامعین کو یاد دلایا کہ قرارداد میں ایک شق کے مطابق مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کو ایسی کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے جو کہ وہ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے شائع ہونے کے فوراً بعد مناسب خیال کرے۔ انہوں نے انہیں اور اپنے خاکسار تنظیم کے دوستوں کو یقین دلایا کہ ورکنگ کمیٹی انصاف حاصل

marfat.com

موہڑہ شریف

عرس مبارک

دلی مبارکباد

فرقان ڈریس سینٹر

word *taqwa* and note how this one attribute is chosen by God for those who receive His mercy here and in the Hereafter.

We come across this word at the very commencement of the first chapter, "The Cow". It opens with words. "Alif Lam Meem) (الم) This book, there is no doubt in it, is a guide for those who are *'Muttaqi'* (who guard against evil or fear or are pious or careful of their duties)".

Here both the positive and negative sides of our deeds are implied in the word *'taqwa'*. Or take other examples:

"O men! serve your Lord who created you and those before you so that you may guard (against evil) (The Qur an 2:21).

"Yea, whoever fulfils his promise and guards against evil, then surely God loves those who guard against evil"

While in these verses the negative side of *'taqwa'* may seem prominently mentioned, there are various places where the positive and affirmative sides of the word is clearly stressed, e.g.,

"And be careful of your duties to God that you may be successful" (The Qur'an 2: 189).

THE QUR'ANIC DEFINITION OF RIGHTEOUSNESS

The full significance of the word *'taqwa'* is, to the best of my knowledge, found in the 171st verse of the second chapter of the Holy Qur'an. I would like to draw your attention to it:

"It is not righteousness that you turn your faces towards the East or the West, but righteousness is that one should believe in God and the Last Day and the Angels and the Books and the Prophets (A.S.) and give away wealth out of love for Him to the near of kin and orphans, and the needy and the wayfarers and the beggars and for the (emancipation of) the captives and keep up prayer and pay the poor rate: and the performers of their promise when they make a promise and the patient in distress and affliction and in the time of conflict—these are those who are true to themselves and these are they who are *muttaqi* (who guard against evil, fear God, or are pious and careful of their duties)"

No wonder this one word in its full connotation is chosen by God as the very criterion of the greatness of man in His eyes.

"Great with God is one who has greater *'taqwa'* (the Qur'an 49-13).

To my mind, this wider meaning is always implied when the word *taqwa* is referred to. The very purpose of revealing the Book is defined by God in these words:

"And this is a Book we have revealed blessed, therefore follow it and guard against evil" or (be careful of your duties)" "that mercy be shown to you" (The Qur'an 6:156).

Therefore, it is not surprising to find that this Holy Book was revealed in the month of Ramadhan and fasting was made obligatory on all Muslims under certain conditions, so that they might learn this *'taqwa'*; and the laws about Ramadhan end with the same object and purpose:

"Thus doth God make clear His signs to man that they may learn self-restraint—*taqwa*—which may be translated as self-restraint for want of a better and more suitable word in English. What is lacking in the English translation is that implied fear of God, or 'that implies conscientiousness of a rightly guided soul which is not merely contented with a philosophical understanding of the Divine Being but which soars high to seek a more intimate knowledge of and association with the object of its pursuits" (Muhammed Iqbal, 'The Reconstruction of Religious Thought', London, 1934).

It is in this sense that the word *'taqwa'* is used in the Book; fasting as a form of prayer is therefore to teach us this *taqwa*. For when other forms of 'Ibadat', or prayers, bring us to a state of mind when our soul is in communion with that Being for some time, the fast tries to keep up that state for the whole day-for the whole month, and thus provides Muslims with an opportunity to put their misguided actions on right lines.

FASTING FOR ANY PURPOSE OTHER THAN SPIRITUAL BETTERMENT IS NOT TRUE FAST.

Fasting is described in the translations of the Prophet Muhammed (P.b.u.h.) as a shield that protects, one from evils (Muslim's Sahih); and while a Muslim is carefully adjusting himself in all the various activities of his life for the whole month with a view to creating those godly attributes in himself and directing his actions in such a way that they may all seem to spring from the one idea of illumining his very being, he is proceeding towards the goal for which he has been created, i.e.,"worship and glorify Him".

It is only during the month of Ramadhan that a Muslim is able to develop himself in accordance with the Divine will on the path of righteousness and truth, and to learn as to how the whole of his life in all its deeds and actions can be transformed into a complete 'Ibadat' (worship). No doubt gradually and slowly a few would reach that stage also where, in the words of the Qur'an, they can say:

"Say, surely my prayer and my sacrifice and my life and my death are all for God and the Lord of the worlds" (7: 163).

Perhaps it will not be out of place here to emphasise that fasting for any other purpose than to learn *taqwa*, or, in other words, as a form of Ibadat, may be no true fast at all. For fasting in Islam is not an ascetic practice nor is it to inflict pain on the body, as has already been pointed out. It is the subjection of the passions and actions whereby the soul is brought nearer to God and it is not mere abstinence from food or drink, as the reported words of the Prophet Muhammed (P.b.u.h.) clearly point out that God does not care for the abstinence from food and drink of those who cannot refrain from talking and doing evil.

There is no denying the fact that any abstention from food from the point of view of health, as is often suggested by doctors, may be good for our health, and some of us may find satisfaction that because of the fast they have not suffered from any stomach troubles for a long time, but if it is for such purpose and it will fall under the category about which the Prophet Muhammed (P.b.u.h.) says:

"What a large number of those fasters there is for whom hunger and thirst are the result of its fast?" (Muslim Sahih).

A careful study of the Qur'an will show that while salat and zakat (prayers and the poor-rate) have been emphasized very often, we do not find a repeated mention of fasting, for the obvious reason that the spirit of fasting could have been understood to mean an ascetic practice and the true significance would have been lost sight of in mere abstention from food and drink.

marfat.com

because we find a custom mentioned in one of the older Fathers it must have been characteristic of the whole Church from the beginning". Thus period by period he goes on mending the facts that emerge from a particular period, and the fast that developed during that age, till he comes to the fast at the present day in the west. Here he points out that 'Since the Reformation the Church of England, while fixing the fasting days, has made no rule as to how they are to be observed, leaving them to the individual conscience; but Acts of Parliament of Edward VI and James I, and proclamation of Elizabeth, vigorously enforced the ordered abstincence from flesh-meat on fast days and gave the curious reason for the injunction that the fish-trade and the shipping might be benefited".

An Anglican Homily of Fasting (Part 1) defines fasting as "withholding of meat, drink, and all natural food from the body", and (Part 2) "a restraint from some kind of meat and drink". It permits two meals on fast days.

I would not go into the details of the Christian way of fasting, as contrary to the very ascetic views of early tribesman on fasting, the above quotation is sufficient to indicate the ultrarational attitude on fasting as evolved by the Christian Church in its two essentials: (a) leaving it to be matter of individual conscience in its observance and (b) permitting certain things to keep the fast going.

FASTING ACCORDING TO THE QUR'AN

Let us now turn over to the Holy Qur'an, which had come to direct humanity and mankind at the last stage of its evolution with definite purpose and instructions, and each word of which was put into practice by the Prophet Muhammed (P.b.u.h.) to show that it is not merely an ideology to be believed in but a principle of life to be acted upon. The Muslims cannot say that their light and guidance, i.e., the Prophet (P.b.u.h.), did not work out those principles of divine revelation in his life.

In fact, it is through his actions and through his traditions that the Muslims have been able to understand the true significance of the principle of fasting like various other principles of their lives.

The Muslims are fortunate that they are not left to grope in the dark to find the purpose of fasting and to know how this is to be achieved; when and how this is to be observed and what are its limitations.

The Holy Book of God. . . The Qur'an, 2:183-187. . . .is very explicit on all these points:

"O ye who Believe! Fasting is prescribed for you as it was prescribed to those before you, that you may (learn) self-restraint.

"(Fasting) for a fixed number of days; but if anyone of you is ill, or on a journey, the prescribed number (should) be made up from days later. For those who cannot do it, (with hardship)is a ransom—the feeding of one that is indigent. But he that will give more of his own free will, it is better for him and it is better for you that ye fast, if ye only knew.

"Ramadhan is the (month) in which was sent down the Qur'an as a guide to mankind, also clear (Signs) for guidance and judgement (between right and wrong). So everyone of you who is present (at his home) during that month should spend it in fasting, but if anyone is ill, or on a journey the prescribed period (should be made up by days later. God intends every facility for you; He does not want to put you to difficulties. He wants you to complete the prescribed period and to glorify Him in that He has guided you; and perchance ye shall be grateful.

"When My servants ask the concerning Me, I am indeed close (to them): I listen to the prayer of every suppliant. . . when he calleth on Me; Let them also, with a will, listen to My call, and believe in Me: that they may walk in the right way.

"Permitted to you, on the night of the fast, is the approach to your wives, they are your garments and ye are their garments; God knoweth what ye used to do secretly among yourselves; but He turned to you and forgave you; so now associate with your wives, and seek what God hath ordained for you and eat and drink until the white thread of dawn appears to you distinct from its black thread; then complete your fast, till the night appears; but do not associate with your wives while ye are in retreat in the mosques. Those are the limits (set by) God: approach not nigh thereto, thus doth God make clear His Signs to men: that they may learn self restraint '.

AN ANALYSIS OF THE PURPOSE OF ISLAMIC FAST

Let us pause to analyse the purpose and the spirit of the Islamic fast. At the very outset it is made clear that the fast, as a form of prayer, is nothing new to the believers; it had been prescribed for, and was being practised by, those who were before the Prophet Muhammed (P.b.u.h.). While historians are in the dark about the method and purpose of fasting of the earlier Prophets (A.S.) there are traditions which throw lights on the fasts of Moses, David and other Prophets. For instance, when 'Umar asked the Prophet Muhammed (P.b.u.h.) about one who kept fast for one day and broke the fast on the other, the Prophet (P.b.u.h.) remarked that this was the fast of David, but he did not encourage' Umar to follow it. He also made it quite clear that as far as the purpose of fasting was concerned there was absolutely no difference, the only difference lay in the form of the fast, as the tradition citing.

Amr bin 'Aas says that the difference between the Muslims and other nations that were given the Books lay in that the Muslims took "early meals before dawn" whereas the non-Muslims did not. Or, in another Tradition, the Prophet (P.b.u.h.) said that Jews and Christians delayed in breaking their fast, has not been different in the "Peoples of the Book" but while Islam retains the spirit and the form because of the Book and the Traditions of the Prophet (P.b.u.h.), the meaning and the divine purpose is lost by others. The significance which is assigned to fasting by ordinary human beings according to their conceptions at various stages of the developments of human civilization, obviously lacks the real value of the fast, which is to enrich the soul.

This brings us to the significance and purpose of fasting in Islam. Fasting is just a form of prayer like Salat (Prayers) or Zakat (the other form of prayer, that is the "moral elevation of man and his spiritual betterment". (The Holy Qur'an) . The object of fasting has been laid down in one word, *taqwa*, which is often translated as self restraint (The Holy Qur'an), but which certainly includes besides self restraint or guarding against evil, fear of God, piety, carefulness about one's duties, perseverence and cautiousness.

Let us turn to the Qur'an and see some of the implications of the

marfat.com

THE SIGNIFICANCE OF FASTING IN ISLAM

By
Dr. H.H. Bilgrami

(Extracts from a lecture given by Dr. Bilgrami to Muslim Students Association, London, in 1951).

Fasting in Islam is not an ascetic practice, nor is it to inflict pain on the body but is the subjection of passion and emotions whereby the soul is brought nearer to God. The purpose of fasting in Islam is to seek His pleasure and blessings.

The idea of fasting is in no way peculiar to Islam. Fasting is prescribed to Muslims as it was prescribed to those before them. (The Qur an, 2: 186). But the true significance of fasting as retained in Islam is found missing in many of those forms which are practised today by various nations, both in spirit and in purpose. It would, therefore, be interesting to see (a) the primitive idea of fasting, and (b) the christian ideas of fasting as found today. Only then, I think, shall we be able to find the real purpose and meaning of the fast in Islam.

"The purposes of fasting as religious, magical or social customs are various" says the author of "Non-Christian Fasting" in 'The Encyclopaedia of Religions and Ethics'. "It may be an act of penitence or of propitiation, a preparatory rite before some act of sacramental eating or an initiation; a mourning ceremony, one of a series of purification rites".

I would quote here just a few instances from this article to illustrate the primitive idea of fasting.

We find interesting examples of American Indian youth undergoing penance in order to find a vision that may be his guardian spirit for his whole life.

Similarly among Musquakie Indians there is a custom of putting a boy on a nine years' training where fasting is given great importance. The fast starts with the deprivation of one meal and it is lengthened till it is stretched over days and nights without food or water. Then he is put to a nine day fast during which the lad wanders in the wood and has feverish dreams in one of which he learns what his "medicine" is to be.[1]

There are young tribesmen among the Algerians and other; they begin by blackening the Boy's face, then they cause him to fast for eight days without giving him any food. This induces dreams which are carefully inquired into.[2]

It is interesting to find that in Bank Islands fasting is used for adding power to charms or magical acts. For it is thought that he who fasts makes his magical act more likely to succeed by his being in a purer state of body for it. It is all the more interesting to note that here a man would fast so long that when the day arrived on which he was to use his charm he was too weak to walk.[3]

Another example of fasting is to be found in the history of ancient Egypt. They underwent a fast before entering certain temples.[4] They were under the impression that food conveyed evil influences into the body and fasting would render the body devoid of impurities.

Similarly, among Cherokees, at the dance at which the new corn was eaten, only those could eat who had prepared for it by fasting and prayers.

An analysis of these practices shows that these fasts were based either on the fear of demons or ghosts or other evil spirits who were to be satisfied by sacrifices and fast, or an underlying idea of the dualism of body and soul. The soul was considered pure and the body as impure or evil, and fasting seemed to be a great asset to them to keep the body away from any further impurities, and thus it developed into an ascetic practice.

The idea of fasting was to torture the body, an abstention from food on the ground that the food would add evil to the body. There are examples in the Tibetan Buddhist ceremonies that sometimes a continued fast for four days is kept of which the first two are preparatory with confession, prayer and devout reading continued till late at night. On the third day there is a strict fast, no one being allowed to swallow his saliva. Prayers and confessions of sins are made in complete silence and the fast is continued till sunrise on the fourth day.

Fasting in Christianity

Let us now turn to the idea of fasting in Christianity. I would here again refer to the splendid chapter of "Fasting — Christian" in the Encyclopaedia of Religions and Ethics, by A.J. Maclean, some extracts from this article are sufficient to give a clear idea of the purpose and spirit of fasting in Christianity, and it need not be said that the article is most authentic from every point of views of Christianity.

Mr. Maclean says that two sayings of Jesus have gone to mould the idea of Christianity about fasting: (a) though the disciples of Jesus did not fast as did John the Baptist's disciples the literal interpretation of Mark 2:19 and Luke 5:33. .S "Yet the day would come when the Bridegroom would be taken away from them and then they should fast in those days" . . . . led to the institution of a practical rule as to the duration of the Paschal-fast; and (b) the fasting must be unostentatious (Matt. 6:16 et-seq.). Although Jesus himself fasted for 40 days, he left no regulation for fasting; he gave the principles and left his Church to make rules for carrying them out. "This," he further says, "explains why the Church was so slow in developing a system of fasting and festivals. No rules on the subject could claim to come directly from the Master himself. It is hardly probable that first disciples imitated the stricter Jews in voluntarily adding to the day of Atonement the two weekly fasts (Luke 18:12) of Monday and Thursday."

The author then proceeds with the growth of fasting under the Church and wants us to bear in mind the "caution that customs varied much and therefore we must be careful to pay attention to the particular age and country of which our authorities speak, without assuming that

1. Encyclopaedia of Religions and Ethics, p. 762; Owen's 'Folklore of Musquakie Indians 1904.
2. Encyclopaedia of Religions and Ethics, Vol. 5, 762.
3. Ibid.
4. Wiedermann. 'Religions of Ancient Egypt, 1897.

marfat.com

ختمِ خواجگان

بعد از نماز مغرب جو سلسلہ عالیہ کا معمول ہے

سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ سو بار، سورۃ الم نشرح اناسی ۷۹ بار سورۃ اخلاص ہزار بار، سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار آیت کریمہ پانچ سو بار، درود شریف سو بار، اس کے بعد یہ اسماء سو سو بار پڑھے جاتے ہیں گے

۱ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) ۲ یَا اَللّٰہُ (اے اللہ) ۳ یَا عَزِیْزُ (اے پیارے) ۴

یَا وَدُوْدُ ۵ (اے دوستی کرنے والے) یَا کَرِیْمُ ۶ (اے کرم کرنے والے) یَا وَھَّابُ ۷ (اے بخشش کرنے والے)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے) ۸ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی خوب کارساز ہے کیا ہی خوب آقا ہے اور کیا ہی خوب مددگار ہے) ۹ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (اے حاجتوں کو پورا کرنے والے)

۱۰ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ (اے بلاؤں کو دور کرنے والے) ۱۱ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ (اے مشکلیں آسان کرنے والے) ۱۲ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ (اے مہمات میں کفایت کرنے والے) ۱۳ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ (اے بیماریوں سے صحت دینے والے) ۱۴ یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ (اے برکتیں نازل فرمانے والے) ۱۵ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ (اے اسباب کو پیدا کرنے والے) ۱۶ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ (درجات کو بلند کرنے والے) ۱۷ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ (اے فریادوں کو سننے والے) ۱۸

یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ (اے خوفزدوں کو پناہ دینے والے) ۱۹ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ (اے بہترین مددگار)

۲۰ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ (اے حیرانوں کے رہنما) ۲۱ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا (اے فریادیوں کی فریاد رسی کرنے والے)

۲۲ یَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ (اے غمزدوں کو خوش کرنے والے) ۲۳ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (اے اللہ میں ہار گیا ہوں میری مدد فرما)

۲۴ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ اے مہربان بخشنے والے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے)

۲۵ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ کی جو بلند اور عظمت والا ہے)

۲۶ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسَتْرِکَ الْجَمِیْلِ۔ درود شریف سو بار (اے اللہ مجھے اپنے خوبصورت پردے سے ڈھانپ لے)

اٰمین
الٰہی قبول فرما

شجرہ شریف

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ

اے خدا کرم اپنی کبریائی کے لئے — اور رسول پاک کی خیر الورائی کے لئے
بخش دے سب کی خطائیں انبیا کے واسطے — خواجگان نقشبنداں باخدا کے واسطے
گو نہیں ہم لائق دربار اے رب غفور — ان بزرگوں کا وسیلہ لائے ہیں تیرے حضور
حضرت صدیق اکبر یار غار مصطفےٰ — حضرت سلمان فارسی عاشق شاہ ہدیٰ
حضرت قاسم و حضرت جعفر صادق امام — بایزید برگزیدہ بوالحسن شاہ انام
بو علی فارمدی اور یوسف ہمدانی — عبدالخالق عبد دوانی عارف ریوگری
خواجہ محمود فغنوی شاہ عزیزاں باکمال — حضرت بابا سماسی حضرت میر کلال
آفتاب نقشبنداں شاہ بہاء الدین حقی — حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار ولی
شاہ یعقوب و عبید اللہ احرار زماں — شاہ زاہد اور درویش محمد والا شاں
خواجہ امکنگی حضرت باقی باللہ باخبر — قطب سرہندی مجدد الف ثانی نامور
خواجہ معصوم حضرت حجۃ اللہ باصفا — شاہ زبیر و خواجہ اشرف محمد پارسا
شاہ جمال اللہ اور عیسیٰ محمد اولیا — خواجہ فیض اللہ اور نور محمد باوفا
گرامی بخیر محمد صاحب نشاں — نور محمد پیر مرشد کہ ہیں جن کے علیاں
وحی جی ابن حقی وہ صاحب لطف عمیم — بانی دارین حضرت حافظ عبد الکریم
جن کا طفیل ادنیٰ دین مبین! — صاحب بصیرت خواجہ اللہ دین
جن کا سینہ دولت توحید کا گنجینہ ہے — قلب صافی ان کا حسن حق کا آئینہ ہے
جن کی پیشانی کتاب حق کی تفسیر ہے — جن کا آئین خودی ہی کی شمشیر ہے
آج دنیا جن کے لیوں پہ کیا کوثر ہے — جن سے ہیں نقشبندی شاں اولیاء کا خط
دو طفیل حضرت معصوم سے التجا — منزل مقصود تک ہم کو پہنچا اے خدا
پہ ہیں انوار دیکھو نور کی تفسیر ہے — ہر طرف پھیلا ہوا حسن کی تطہیر ہے

خوب جانا تو شریعت و طریقت کے رموز — رات دن ہو آپ سا اسرار حقیقت کا ظہور
ان کے صدقے میں ہو حاصل دو جہاں میں سرخرو — بزرگوں کی عبد نیا و دین میں آبرو
جان ہو میری تصدق کیسا پیارا نام — ہر طرف دنیا میں جاری ان کا فیض عام
خواجگان نقشبندی کی محبت کر عطا — اور ہم کو بھی فضلوں کی عطا کا ساتھ دے
یا الٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہو — جب تک دنیا ہے تیری یاد میں مشغول ہو
دور ہم سے سب خلل یا ارحم الراحمین ہو — تیری الفت اور رضا میں خاتمہ بالخیر ہو

ہر دو ختم خواجگان کی دعا جو قبلہ حضرت صاحب مدظلہ کا معمول ہے وہ حسب ذیل ہے

دعاء یا اللہ پاک اس ختم خواجگان دا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی خدمت دے وچ ہدیہ پیش کیتا جاندا اے آپ دی طفیل جمیع الانبیاء، شہداء، صالحین، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ، اولیسیہ خانداناں دے بزرگاں دیاں روحاں نوں پہنچاویں، جمیع المومنین، جمیع المومنات، جمیع المسلمین، جمیع المسلمات جو مسلمان مرد، جن، عورت ہو گزرے نے جو ہین جو ہوون گے سب دیاں روحاں نوں پہنچاویں۔ یا اللہ اس دی برکت دے نال کل مشکلاں آسان فرمائیں یا اللہ شر شیطان شر ظالماں تھیں محفوظ رکھیں شر نفس شر دنیا تھیں محفوظ رکھیں یا اللہ غیراں دے دروازے تھیں ہٹا کے اپنے ہی دروازے تے کھڑا رکھیں۔ یا اللہ جو دوست حاضر ہین جو غائب ہین ساریاں نے اپنی منزل مقصود تے پہنچائیں یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی امت دی اصلاح فرمائیں اے مولا کریم اس بستی دے لوکاں نوں نیک فرمائیں۔ یا اللہ جنہاں دوست دعائیں کرنے نے خط لکھے نے اللہ خدمت کردے نے اور دور دراز تھیں سفر کر کے تیری رضا دے واسطے آندے نے اور جاندے نے ساریاں نوں ظاہری باطنی مالا مال فرمائیں!

اُنْصُرْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ وَارْحَمْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ وَارْزُقْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ وَاھْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

marfat.com

Monthly **AL-MAASOOM** Karachi

P. O. BOX 586, KARACHI

POLANI'S RELIGIOUS TOUR

COMBINE YOUR BUSINESS WITH PILGRIMAGE. SPIRITUALIZE YOUR MIND AND SOUL BY MAKING A TOUR OF:

- BAGHDAD – 5 DAYS
- BAGHDAD – 7 DAYS
- UMRA – 5 DAYS, 9 DAYS, 13 DAYS & 15 DAYS
- OTHER SPECIAL PILGRIMAGE TOURS ON VERY REASONABLE PRICES.

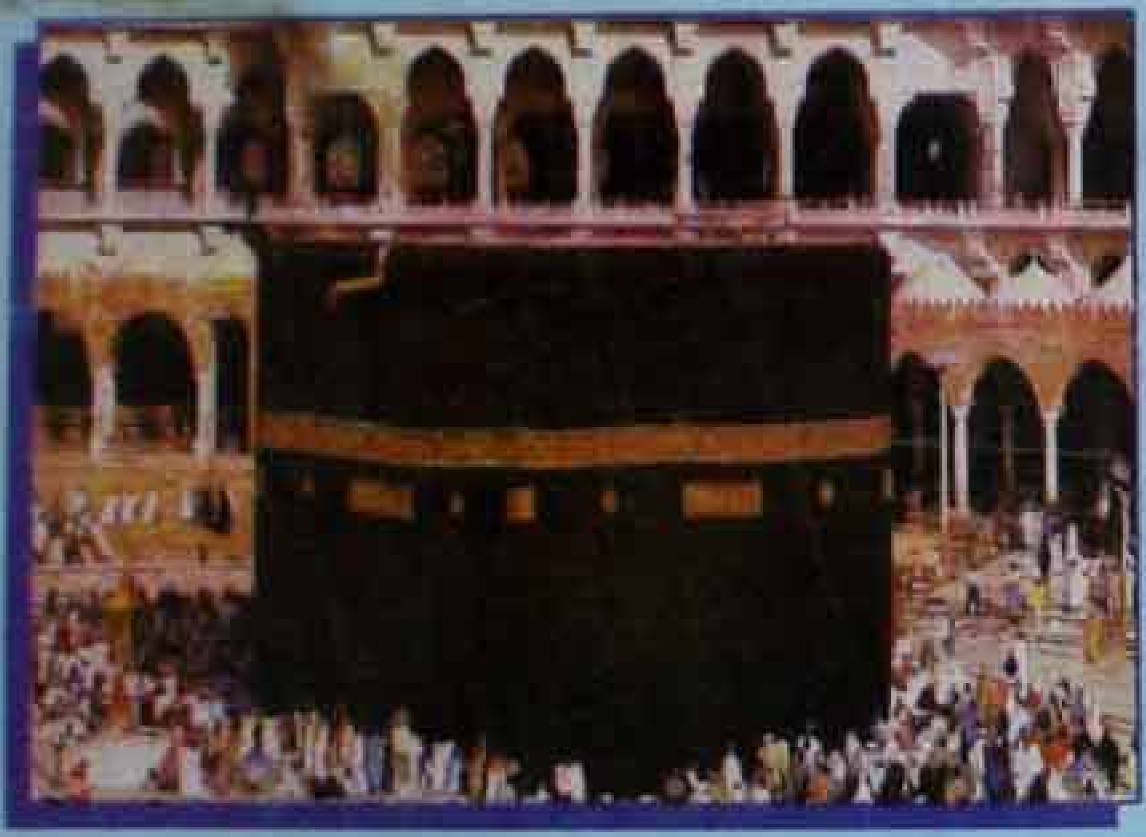

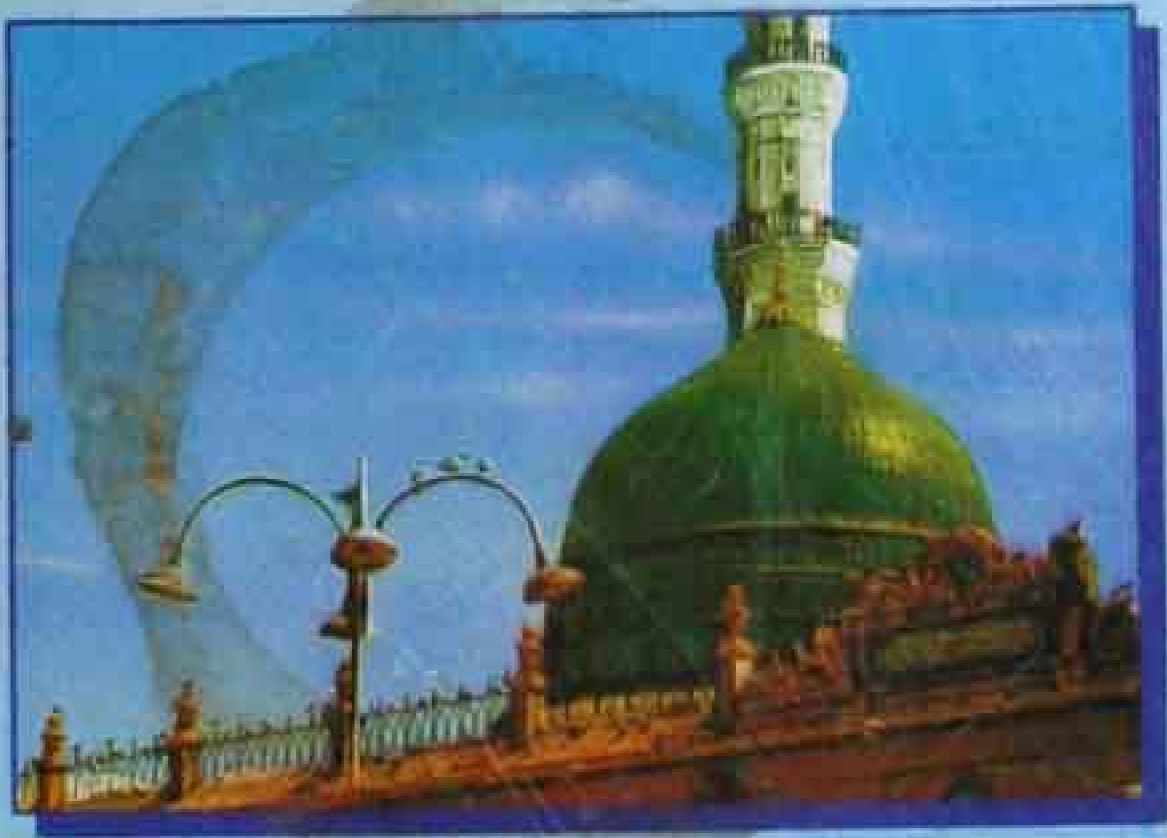

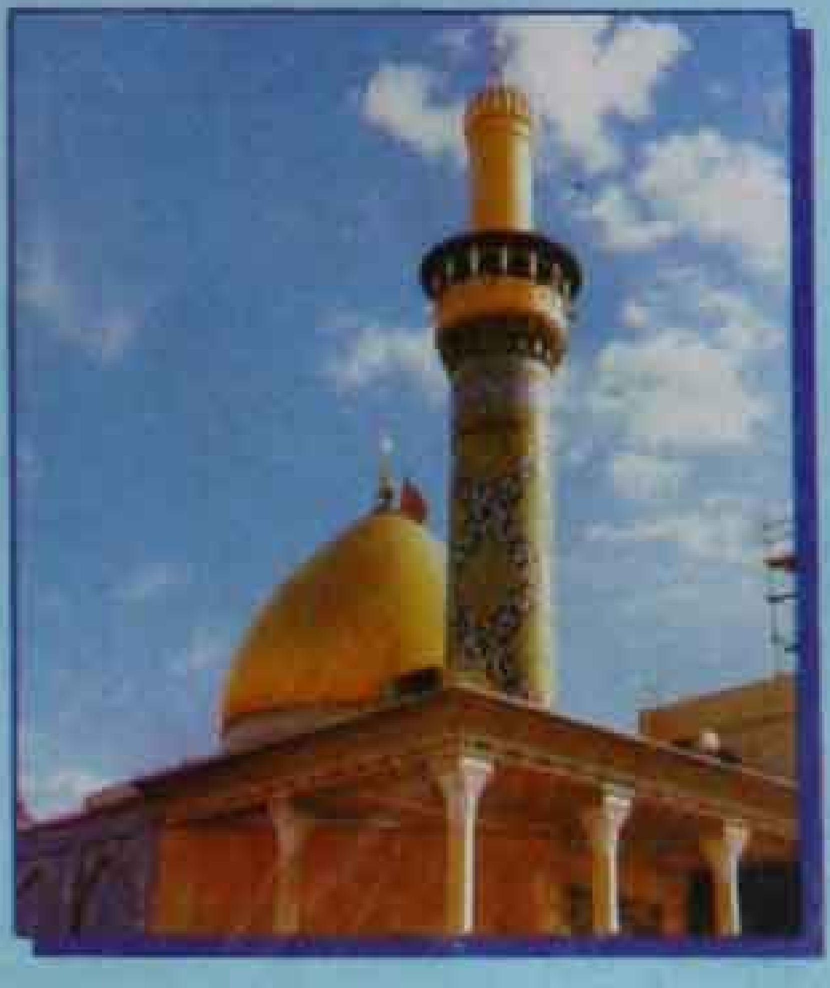

We also specialize in arranging Sales Confernces, Coventions, Exhibitions and other business/pleasure trips outside and inside Pakistan.

Come and join our package tours. For more information, please contact:

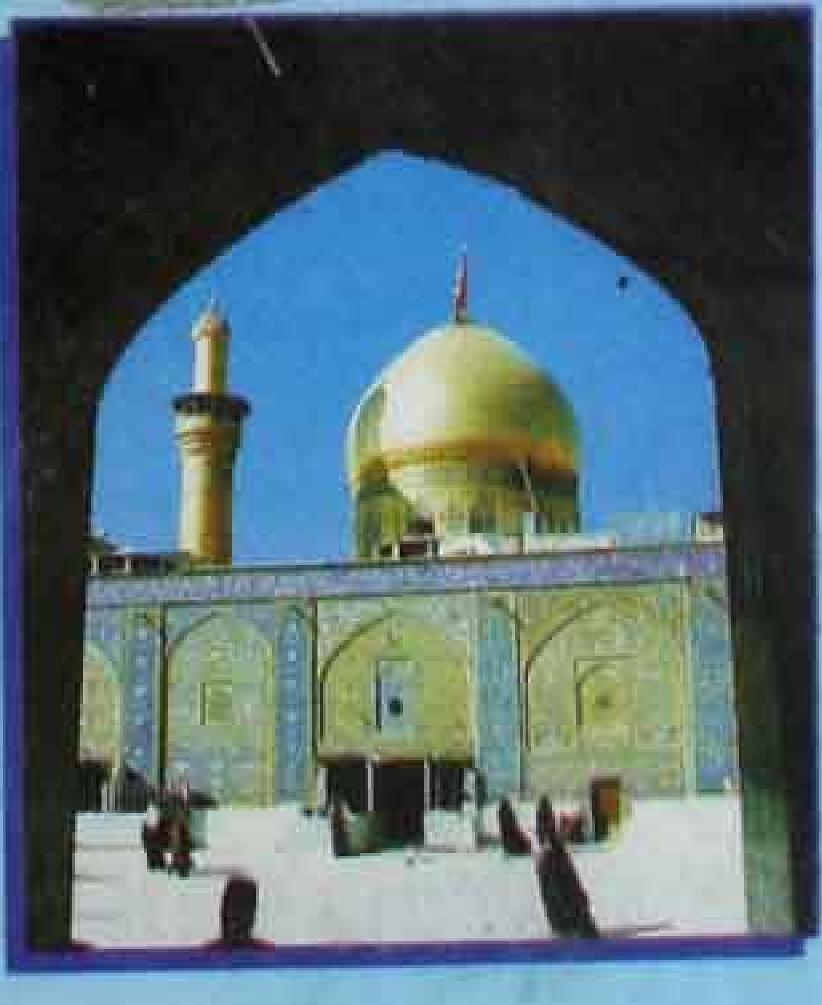

POLANI'S (PVT) LTD

Travel Agent and Tour Operator

46-47 Sindh Madresah-tul-Islam, Behind Mohammadi House, Hasrat Mohani Road, Karachi.
Phones: 2416201 (3 lines) 2415669 Fax: 92-21-241 9737
Direct: 2419054 Tlx: 24434 GAFAR PK & 23291 FAITH PK Cable: POLYFLY
Govt. Licence No. 1061